بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قال اللہ تعالےٰ "قل اصلاح لھم خیر..... (البقرۃ ۲۲۰)

اللہ رب العزت نے فرمایا "کہو کہ ان کی اصلاح بہت اچھا کام ہے"

سلسلۂ تصنیفات صفۃ المصنفین حیدرآباد (رجسٹرڈ) ۲

یکے از مطبوعات دار الھدیٰ۔ سلسلہ نمبر ۱۵

مصنف کی بارہویں تصنیف

تربیتی و اصلاحی دروس

اکیس ۲۱ دروس کا مجموعہ

دو (۲) سال کی عمر سے ستر (۷۰) سال کی عمر والوں کے لئے کام آنے والی کتاب

(مصنف)

سید محی الدین قادری ہادی

سجادہ نشین حضرت سید عبد الرزاق قادریؒ۔ محلہ سبزی منڈی۔ حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

ایم اے۔ ایم او ایل۔ ایم فل

طیب سند یافتہ سی آئی ایم۔ مولوی فاضل (النظامیہ)

صدر شعبۂ عربی انوار العلوم کالج حیدرآباد۔ اے پی

باہتمام

صفۃ المصنفین حیدرآباد (رجسٹرڈ)

بہ تعاون:

محمد عبد الرشید سبحانی۔ سیول انجنیر۔ (کینیڈا)

کتاب کے بارے میں

نام کتاب
تربیتی و اصلاحی دروس

کتابت
محمد عبدالجبار کوہیری

ماہ وسنِ طباعت
ماہ رجب ۱۴۱۵ھ مطابق ماہ ڈسمبر ۱۹۹۴ء

صفحات
ایک سو

مصنف
سید محی الدین قادری ہادی

طباعت
پرنٹو پرنٹرس آفسیٹ پریس۔گولیگوڑہ حیدرآباد

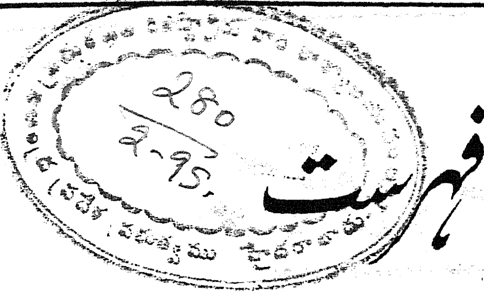
تعداد
ایک ہزار

قیمت
(۲۱) روپیے

اِنتباہ

کتاب یہاں دستیاب ہے

۱۔ مطبوعاتِ دارالھدیٰ - محلہ سبزی منڈی-حیدرآباد ؞
۲۔ کمرشیل بک ڈپو - چارمینار - حیدرآباد ؞
۳۔ ہمالیہ بک ڈپو - نام پلی - حیدرآباد ؞
۴۔ سیّد الصّوفیہ اکیڈمی - تصوّف منزل - ۲۱-۱-۲۴۷ - نزد ہائیکورٹ - حیدرآباد-۲



فہرست

مصنف کی دوسری کتابیں صفحہ ۸۷ پر

پہلی بات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الَّذِیْ وَفَّقَنِیْ لِلتَّحْرِیْرِ ھٰذِہٖ الدُّرُوْسِ ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَھُوَ غَافِرُ الذَّنْبِ وَقَابِلُ التَّوْبِ وَحَافِظُ النَّامُوْسِ ۔ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَشَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَصَحْبِہٖ النُّفُوْسِ الْقُدُّوْسِ ۔

رسولِ اکرمؐ، باعثِ تخلیقِ آدمؑ و بنی آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ عمل کا مجسم نمونہ ہے ۔ اللہ جل جلالہ نے آپ کو قرآن حکیم کا علم عطا کے یہ حکم دیا قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ..... الخ (الانعام ۱۳۵) یعنی " اے نبی! کہہ دو کہ اے لوگو! تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو ۔ بے شک میں اپنی جگہ عمل کرتا ہوں" ۔ حضور انورؐ نے قرآن پر خود عمل کر کے بتایا اور لوگوں کو عمل کرتے رہنے کا حکم دیا ۔ قرآن مجید علم ہے اور حیاتِ رسول عمل ہے ۔ قرآن حکیم تعلیم ہے اور سیرتِ رسول تربیت ہے ۔ تربیت کے لفظی معنی پر دلالت، تادیب، سکھلانا اور سدھانا کے ہیں تربیت کے ساتھ ساتھ اصلاح بھی ہو تو گویا سونے پر سہاگہ کہلاتا ہے ۔ تربیت دی جاتی ہے اور اصلاح کیجاتی ہے ۔ یہ دونوں ساتھ ساتھ ہوں تو بہت بہتر ہے ۔ تربیت و اصلاح پیغمبرانہ افعال ہیں ۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ جل جلالہ نے اہل مدین کی طرف نبی بنا کر بھیجا تو انھوں نے اپنی قوم کو مختلف نصائح کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا ..... اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ..... الخ (ھود ۸۸) یعنی " جہاں تک مجھ سے ہو سکے (تمہاری) اصلاح چاہتا ہوں" ۔ ہمارے نبی کریمؐ نے ساری زندگی قوم کی اصلاح و تربیت میں گزاری قبل نبوت بھی اور بعد نبوت بھی ۔ یہ اصلاح کا کام حضورؐ کے بعد صلحاء و علمائے امت انجام دیتے آرہے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک یہ کام انجام دیتے رہیں گے ۔

عامۃ المسلمین کی تربیت و اصلاح کیلئے یہ تربیتی و اصلاحی دروس کا سلسلہ میں نے آج سے ۸ سال قبل یعنی ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۷ء سے شروع کیا تھا۔ ابتدائی چند دروس مریدین و معتقدین میں مفت تقسیم کئے گئے۔ اب جملہ ۲۱ دروس کو کتابی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ دروس ہر عمر کے افراد کیلئے مفید ہیں۔ چھوٹے بچوں اور بچیوں کیلئے درس ۱۴ اور درس ۱۹ ہیں جو دراصل بچوں کے ماں باپ کیلئے ہیں تاکہ وہ اپنی اولاد کو دو سال کی عمر سے ہی صحیح تربیت دیں۔ نوجوانوں اور بالغوں کیلئے درس ۱ تا ۴ ، ۷ ، ۱۰ تا ۱۲ اور ۱۸ میں ضروری عقائد اور اہم مسائل بیان کئے گئے ہیں جنہیں ہمیشہ یاد بھی رکھیں اور عمل بھی کرتے رہیں۔ شادی شدہ حضرات و خواتین کیلئے درس ۵ اور درس ۶ مفید اور کارآمد ہیں کہ جن پر عمل کرتے رہنے سے ازدواجی زندگی خوشحال اور خدا اور رسول کی مرضی کے مطابق گزرتی رہے۔ بطور خاص خواتین کے لئے درس ۹ اور ۱۵ تحریر کئے گئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر خواتین کی اصلاح ہو اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی صفات سے سبق حاصل ہو۔ بچپن اور لڑکپن کی عمر والوں کو چھوڑ کر ہر عمر کے مرد اور عورت کیلئے درس ۴ ، ۸ ، ۱۳ ، ۱۶ ، ۱۷ ، ۲۰ اور ۲۱ لکھے گئے ہیں۔

آخر میں خالق کائنات کے حضور میں ملتجی ہوں کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو عمل کی طرف راغب فرما دے (آمین) اور اس عمل کے باعث نامۂ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ فرما دے (آمین) اور نیکیوں میں اضافے کے باعث یوم الحساب میں جنت کا مستحق بنا دے (آمین ثم آمین)۔

جناب محمد عبد الرشید سبحانی صاحب سیول انجینئر (کینیڈا) کا شکریہ ادا کرنا میرا اخلاقی فریضہ ہے جنہوں نے اس کتاب کی طباعت میں تعاون کیا۔ فقط۔

عبد ہادی

سید محی الدین قادری ہادی
دار الہدیٰ
سبزی منڈی
حیدرآباد

تقریظ

از - جناب محمد فصیح الدین صاحب نظامی (استاذ جامعہ نظامیہ)
ایڈیٹر ماہنامہ "اسلامی افکار" - حیدر آباد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَھُوَ الْھَادِیْ اِلَی الْحَقِّ وَالصَّوَابِ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدِ الَّذِیْ طَہَّرَ الْاَذْھَانَ وَالْاَفْکَارَ بِفَصِیْحِ الْخِطَابِ وَاَوْضَحَ عَلَیْنَا الثَّوَابَ وَالْعِقَابَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَالْاَصْحَابِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الْحِسَابِ ۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ انسان کو اس کے اعمال کی آزمائش کی خاطر عدم سے وجود بخشا۔ اب انسان پر منحصر ہیکہ وہ اپنے عقیدۂ راسخ اور عمل صالح کے ذریعہ احکم الحاکمین کا محبوب بن جائے یا پھر خواہشات نفسانی و احکامات شیطانی پر عمل کرکے اَسْفَلَ السّٰفِلِیْنَ کی گہرائیوں میں جاگرے۔ پہلی صورت میں وہ اشرف المخلوقات ہوگا اور دوسری صورت میں ارذل مخلوق سے بھی کم تر۔ مگر چونکہ انسان خدا کی محبوب مخلوق ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس کی ہدایت کیلئے اس کے تحفظ کا انتظام سلسلۂ نبوت و رسالت کے ذریعہ فرمایا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم النبیین حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل مبعوث ہوئے۔

نبوت کا سلسلہ ختم ہوجانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک خاص طریقہ انسان کی رہنمائی کے لئے اختیار فرمایا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ طریقہ مجددین کرام کو بھیجنے کا ہے۔ انسانی ہدایت کیلئے آخر میں امام مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے۔

اس کے علاوہ اصلاح امت کیلئے امت کے صلحاء، اولیاء، وعلماء اپنے اپنے عہد میں صدق دلی سے یہ مقدس فریضہ انجام دیتے آرہے ہیں، عقیدہ ومذہب، قانون شریعت، اخلاق وروحانیت تعلیم وتربیت اور اصلاح سیرت کے تمام معاملات میں ان کی امامت ورہبری امت نے تسلیم کیا ہے۔ انہی وارثین انبیاء سے ایک ولی کامل، حامی شریعت پیر طریقت حضرت سید عبدالرزاق قادری علیہ سحائب الرحمۃ والبرکۃ مادامت السماء کے علمی وعملی خانوادہ سے تعلق ونسبت رکھنے والے اور چشم وچراغ حضرت مولانا ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادیؔ ہیں۔ جو اپنے اجداد واسلاف کی شان کا نمونہ اور اپنے علمی ودینی، ادبی وفکری قد وقامت کے اعتبار سے دکن کے علماء ومشائخ میں انفرادی شخصیت کے مالک ہیں، ایک عرصہ سے حیدرآباد کے مشہور تعلیمی ادارہ انوار العلوم کالج میں صدر شعبۂ عربی کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں، کئی کتابوں کے مصنف ومولف ہیں، آپ کے رشحات قلم تشنگان علم وادب ومحبان دین ومذہب کیلئے دلچسپی ورہنمائی کا باعث رہتے ہیں۔

زیر نظر کتاب مستطاب **"تربیتی واصلاحی دروس"** دراصل آپ کے وہ مواعظ ہیں جن سے ایک عرصہ سے آپ کا حلقۂ ارادت استفادہ کرتا آیا ہے لیکن الحمد للہ اب افادۂ عام کی خاطر زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آرہا ہے۔ تقریباً سو (۱۰۰) صفحات کی اس کتاب میں جو جملہ اکیس (۲۱) دروس یا اسباق پر مشتمل ہے، ہر درس چار (۴) صفحات پر حاوی ہے۔ یہ دروس اپنی نوعیت کے اعتبار سے فکر انگیز، پُر اثر، دلنشین ومعلومات افزاء ہونے کے علاوہ بصیرت افروز بھی ہیں جو مسلمان کے دینی مذہبی، فکری وشعوری، تہذیبی وتمدنی تربیت واصلاح کے بہترین نمونے تصور کئے جاسکتے ہیں۔

ان تربیتی واصلاحی دروس کے جو حصے میرے سامنے آئے ہیں ان کے مطالعے سے یہ بات خصوصیت کے ساتھ محسوس ہوئی کہ مصنف محترم کے پیش نظر صرف ایک کتاب تیار کردینا نہیں تھا بلکہ آپ کا مقصد ومدعائے نگارش یہ ہیکہ یہ دروس ناظرین وقارئین کے دلوں پر اثر انداز ہوں، ان کے دلوں تڑپادیں، ان کی روحوں کو گرمادیں اور اس کا لازمی نتیجہ اصلاح وعمل کی طرف متوجہ ہوجائیں۔ اس کیفیت نے انتہائی سادگی کے باوجود اس کتاب میں بڑی تاثیر پیدا کردی ہے۔

اِن دروس کے ذریعہ مصنفِ محترم نے امتِ مسلمہ کو اسلامی افکار و مذہبی اقدار سے ہم آہنگ ہونے پر نہ صرف ابھارا ہے بلکہ اس کی عملی شکل بھی واضح کی ہے، بالخصوص معراج المومنین "نماز" کی اہمیت و افادیت اور تاکیدِ ادائی کا لزوم نمایاں نظر آتا ہے ۔

اِن دروس کی خاص اہمیت اِس وجہ سے بھی ہے کہ ان میں مسلم بچوں کی تعلیم و تربیت نوجوانوں کیلئے راہِ ہدایت اور حقوقِ زوجین کی اہمیت کو اسلامی نکتہ نظر سے اجاگر کیا گیا ہے ۔ اِس کتاب کے سارے دروس کو پڑھنا اور ان پر عمل پیرا ہونا چاہیے کیونکہ یہی وہ امور یا اعمال ہیں جو ایک مومن و مسلم کی دُنیا و دین کے بنیادی ستون ہوتے ہیں ۔ یہ دروس ہادی صاحب کے مشاہدات اور باریک بینی کا نمونہ ہیں ۔ بالخصوص مختلف عنوانات کے ذیل میں جو آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم پیش کی گئی ہیں ان کو بار بار پڑھا جائے ، ان میں بڑی تذکیر و بڑی تاثیر ہے ۔

اِس کم علم و بے بضاعت نے مصنف کے حکم پر یہ چند بے ربط جملے تحریر کئے ورنہ یہ کمترین اس کا اہل نہیں ۔ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک ۔

اللہ تعالیٰ مصنفِ محترم کی محنت کو قبول فرمائے اور اِس کتاب کے افادہ کو عام فرمائے اور ہم سب کو قرآن و سُنت کی روشنی میں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے ۔ آمین بجاہِ طٰہٰ و یٰسٓ ۔

خادمِ علم و علمائے گرامی

محمد فصیح الدین نظامی

(استاذ جامعہ نظامیہ) ایڈیٹر ماہنامہ "اسلامی افکار" حیدرآباد

۱۱ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۹۴ء

8/1/1145-2-17 ، واحد کالونی

رین بازار ۔ حیدرآباد ۔ (اے پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۱ – نمازوں کی پابندی

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں ارشاد فرمایا "اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝" (النساء پ ۵ ع ۱۵) اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ "بے شک نماز کو اوقات مقررہ پر ادا کرنا مومنین پر فرض ہے"۔ مطلب بالکل صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقررہ اوقات میں نمازوں کو ایمان والوں پر فرض کیا ہے۔ نماز کافروں و مشرکوں پر فرض نہیں ہے بلکہ صرف مسلمان مردوں و عورتوں پر فرض ہے اور جو نماز نہیں پڑھتا اس کا شمار مومنین میں نہیں کیا جاتا ۔

نماز کی تاکید قرآن میں اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں ۹۲ آیات میں نماز کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ارکان اسلام میں سب سے زیادہ تذکرہ صلوٰۃ یعنی نماز کا ہی ہے اور نماز کو قائم رکھنے کا بار بار حکم فرمایا ہے

فرمان رب العزت ہے "حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ۝" (البقرۃ ۲۳۸)

یعنی "اپنی نمازوں کی حفاظت اور (بالخصوص) درمیانی نماز کی ۔ اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہو" ۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا"۔۔۔ الخ (طٰہٰ ۱۳۲) مطلب یہ کہ "اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور (خود بھی) اس پر قائم رہو"۔ اس لئے ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہیے کہ خود بھی نمازوں کی پابندی کرے اور اپنی اولاد کو بھی (جو دس سال کی عمر کو پہنچ گئی ہو) نمازوں کا پابند بنائے ورنہ اس کا وبال والدین پر رہے گا ۔

نماز کی تاکید حدیث میں سرور عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ "مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ" (صحیح البخاری) یعنی جو جان بوجھ کر ایک وقت کی نماز چھوڑ دیا وہ کفر کیا ۔ نماز کو دین کی عمارت کا اہم ستون قرار دیتے ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ "اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ" (المسلم) ۔ مطلب کہ "نماز دین کا ستون ہے اسلئے جو اس کو قائم رکھا یعنی پابندی سے ادا کرتا رہا اس نے دین کو قائم رکھا اور جو اس کو چھوڑ دیا اس نے

دین کو گرا دیا"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی نماز عصر جاتی رہی اس کے اہل وعیال اور مال میں نقصان آگیا اور حضرت بریدہؓ کی روایت میں ہے کہ "جو عصر کی نماز چھوڑ دے۔ اس کا نیک عمل ضائع ہو جائے گا (صحیح البخاری۔ باب مواقیت الصلوٰۃ)۔

نماز سب سے پہلے فرض ہوئی

اسلام کے چار ارکان فرائض میں نماز سب سے پہلے فرض ہوئی اور روزہ، زکوٰۃ اور حج بعد میں فرض کئے گئے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "اس رات اللہ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں اور حضرت موسیٰؑ کے کہنے پر میں اللہ سے بار بار رجوع ہوا تو پروردگار نے فرمایا "پانچ نمازیں مقرر کی جاتی ہیں اور وہ حقیقت میں پچاس نمازوں کا ثواب دلاتی ہیں" (صحیح البخاری۔ کتاب الصلوٰۃ)۔ نماز کی فرضیت حضورؐ کے مکے میں رہتے تک ہوئی اور ہجرت کے دوسرے سال روزہ فرض کیا گیا، ساتویں سال زکوٰۃ فرض ہوئی اور نویں سال حج کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔

نماز کی حفاظت کرنے پر خوشخبری اور نہ کرنے پر وعید

حضرت عبداللہ بن عمروؓ اس حدیث کے راوی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پر تقریر فرماتے ہوئے کہا "جو اپنی نمازوں کی ٹھیک طور پر حفاظت (پابندی) کریگا تو نماز اس کیلئے بروز حشر روشنی، دلیل اور نجات کا باعث ہوگی۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت نہ کرے گا تو اس کیلئے قیامت کے دن نہ روشنی ہوگی نہ دلیل کا باعث بنے گی (ابوداؤد) اس حدیث میں حفاظت کا لفظ پابندی اور تاکید کے معنوں میں آیا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کی نصیحت

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں تمام حاکموں (گورنروں) کو لکھا کہ تمہارے تمام کاموں میں سب سے زیادہ اہمیت میرے نزدیک نماز کی ہے۔ جو شخص اپنی نماز کی حفاظت کریگا اور اس کی دیکھ بھال کرتا رہیگا (یعنی پابندی سے ادا کرتا رہے گا) تو وہ اپنے پورے دین کی حفاظت کرنے والا کہلائے گا اور جو نماز کو ضائع کردیگا تو وہ تمام چیزوں کا برباد کرنیوالا ثابت ہوگا (مشکوٰۃ)

صحابہ کرام کی نمازوں کی پابندی

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین پوری مستعدی سے نماز پنجگانہ کی پابندی کرتے تھے اور اذان کے ساتھ ہی اپنے کاروبار چھوڑ کر مسجد کی طرف دوڑتے ہوئے جاتے تھے (صحاح ستہ)۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ "ایک بار میں بازار میں تھا۔ اتنے میں نماز کا وقت آگیا اور تمام صحابہ اپنی اپنی دکانیں بند کرکے مسجد کی طرف چلے گئے۔ صحابہ کرام سخت تکلیف کی حالت میں بھی نمازیں

کی پابندی کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نماز کے دوران ابن ملجم کی تلوار سے زخمی ہوئے۔ متعدد زخموں کی وجہ شدید تکلیف تھی۔ اکثر زخموں سے خون بہتا تھا اور اسی حالت میں آپ اشارے سے تین دن تک نماز ادا کرتے رہے۔ بعض صحابہ نے ازراہِ ہمدردی ترکِ نماز کے متعلق کہا تو آپ نے فرمایا "نماز کسی حالت میں معاف نہیں۔ جو نماز چھوڑ دے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں"۔

نماز کی پابندی کے فوائد

نماز پابندی سے پنجوقتہ ادا کرنے پر بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں جن میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ "وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ..... الخ (العنکبوت ۴۵) یعنی "اور نماز پڑھتے رہو۔ بے شک نماز بے حیائی کے کاموں اور برائیوں سے روکتی ہے"۔ عام مشاہدہ ہے کہ بعض نمازی بھی برائیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ ایسے نمازی ہیں جو صرف نماز بطور رسم ادا کرتے ہیں۔ یعنی شرائط و فرائض و واجبات و سنن نماز کما حقہ ادا نہیں کرتے جن کے بغیر نماز نامکمل رہتی ہے۔ علاوہ ازیں خشوع اور خضوع بالکل نہیں ہوتا۔ حالانکہ نماز کا دوسرا بڑا فائدہ یعنی دنیا اور دین کی کامیابی نماز میں خشوع کی وجہ سے ہے۔ فرمانِ رب ہے۔ "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ o (المومنون ۱و۲) یعنی "بے شک ان مومنوں نے کامیابی پائی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں"۔ یعنی پوری توجہ اور انہماک سے پڑھتے ہیں۔

نماز کے اخلاقی، تمدنی اور معاشرتی فوائد یہ ہیں —— طہارتِ جسمانی، لباس کی صفائی، ستر پوشی، اوقات کی پابندی، باقاعدگی، مستعدی، اتحاد، اجتماعیت، نظم و ضبط، ایک دوسرے کے احوال سے واقفیت اور مساوات کے علاوہ ذہنی، جسمانی اور روحانی طور پر عبادات کیلئے آمادگی کی تربیت بھی ہے۔

نماز کی پابندی نہ کرنے والوں کیلئے وعیدیں

رسولِ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اسلام اور کفر میں صرف نماز ہی کا فرق ہے"۔ یعنی ایک مومن اور ایک کافر کے درمیان میں نمایاں فرق کرنے والی چیز صرف نماز ہے ——

جو مرد اور عورت نماز کی پابندی نہیں کرتے ان کے لئے اللہ نے فرمایا "فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ o الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ o (الماعون ۴و۵) یعنی ان نمازیوں کے لئے خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں"۔ یعنی جب دل چاہے پڑھ لیتے ہیں اور جب دل نہ چاہے نہیں پڑھتے —— ایسے لوگوں کو اللہ تعالے پندرہ عذاب میں گرفتار کرے گا۔ جن میں سے چھ دنیا میں ہوں گے، تین مرتے وقت، تین قبر میں اور تین حشر میں —— ایک روایت میں ہے کہ "اگر بے نمازی اور کتا دونوں ایک ساتھ سامنے آئیں تو پہلے کتے کو دیکھو کیونکہ بے نمازی

کتے سے بدتر ہے" (راہِ جنت)۔ ایک معروف ولی اللہ حضرت سلطان باہوؒ (سنِ وصال ۱۱۰۲ھ) کا قول ہے کہ "اگر بے نمازی مر جائے تو اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن مت کر دیں"

عملی کام (۱) اوپر کے تمام عنوانات کو بار بار پڑھتے رہیں (۲) نمازوں کی مکمل پابندی کریں (۳) جو لوگ بالکل پابند نہیں ہیں صرف جمعے کی نماز ادا کرتے ہیں انھیں چاہیے کہ روزانہ کوئی ایک نماز کی پابندی سے ابتداء کریں۔ اسی ایک نماز کو پابندی سے ادا کرتے ہوئے دوسری نمازیں بھی پڑھتے رہیں۔ اسی طرح ایک ایک نماز بڑھاتے جائیں۔ (۴) جو مرد یا عورت پنجوقتہ نمازوں کے پابند ہیں انھیں چاہیے کہ نمازوں کو سکون اور اطمینان سے ادا کریں۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری یاوریؔ سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق تاتیؒ۔ سبزی منڈی۔ حیدرآباد

بتاریخ۔ ۱۱ر رمضان ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۰ر مئی ۱۹۸۷ء

نشان سلسلہ	گھر کے افراد کے نام	نمازوں کی پابندی کا فیصد کتنا ہے؟
۱		
۲		
۳		
۴		
۵		

نوٹ :- اگر کوئی روزانہ صرف ایک نماز پڑھتا ہو تو ۲۰ فیصد لکھے۔ دو کیلئے ۴۰ فیصد۔ تین کیلئے ۶۰ فیصد چار کیلئے ۸۰ فیصد اور مکمل پنجوقتہ نمازوں کی پابندی کرنے والے کیلئے ۱۰۰ فیصد لکھیں ۔

طباعت من جانب: سید محی الدین قادری یاوریؔ سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق تاتیؒ

سبزی منڈی۔ حیدرآباد (اے پی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۲ ۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق ضروری عقائد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞ (سورہ فاتحہ) ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام دُنیاؤں کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق ہر مسلمان کو کچھ اہم عقائد رکھنا ضروری ہے جن کی تفصیل نیچے دی جا رہی ہے۔ اس سے پہلے عقیدہ، ایمان، مومن، اسلام اور مسلم کے معنی بتائے جاتے ہیں۔

عقیدہ مذہب اسلام کے وہ ضروری کام جن کا تعلق دل سے تصدیق کرنے اور دل میں پکا یقین رکھنے کے ہیں۔ ان کو عقائد کہتے ہیں۔ عقیدہ یا اعتقاد واحد ہے۔ عقائد جمع ہے۔

ایمان اور مومن اللہ اور اُس کے رسول پر اور اللہ کی طرف سے رسول کے ذریعے جتنی باتیں ہم تک پہنچیں اُن تمام کا زبان سے اقرار کرنا، دل سے یقین کرنا اور عمل سے ظاہر کرنا ایمان کہلاتا ہے۔ زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور عمل سے ظاہر کرنے والے کو مومن کہتے ہیں۔

اسلام اور مسلم ہمارا مذہب اسلام ہے۔ دُنیا کے تمام مذاہب میں اللہ نے اسلام کو پسند فرمایا ہے۔ اسلام کے معنی اللہ اور رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کے ہیں اور جو اطاعت کرتا ہے اُسے مسلم یا مسلمان کہتے ہیں۔

کلمہ طیبہ اسلام کا کلمہ یہ ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں" اسی کو کلمہ طیبہ کہتے ہیں۔

اللہ جو تمام دُنیا اور ہر قسم کی جاندار اور بے جان مخلوق کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے۔ اس کا نام اللہ ہے۔ اللہ کو فارسی زبان میں خدا کہتے ہیں۔

سورۂ اخلاص جب رسول اللہ صلعم سے مکے کے کافروں نے پوچھا کہ تمہارا اللہ کیسا ہے؟ تو

اللہ نے سورۂ اخلاص نازل فرمایا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ اِس چھوٹے سورے میں اللہ کی مختصر تعریف کی گئی ہے۔ جس کی تشریح یہ ہے۔ اللہ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ اے نبی! "کہہ دو کہ اللہ ایک ہے" وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے۔ اس کا شریک کوئی نہیں۔ اگر کوئی مسلمان اللہ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک سمجھے تو وہ مشرک کہلائے گا۔ شرک کئی قسم کا ہے۔ جیسے اللہ کی ذات میں کسی اور کو شریک کرنا یعنی اللہ کے سوا کسی اور کو اللہ سمجھنا یا کسی اِنسان سے یہ کہنا کہ میرے لئے اوپر اللہ ہے اور نیچے آپ ہیں یعنی جیسی قدرت آسمان پر اللہ کی ہے ویسی ہی زمین پر آپ کی ہے۔ دوسرا شرک یہ ہے کہ اللہ کی صفتوں میں کسی کو شریک کرنا یعنے کسی نبی یا صحابی یا ولی یا مُرشد کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ رزق، اولاد یا ملازمت دینا اور مصیبتوں یا نقصان سے بچانا ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ تیسرا شرک یہ ہے کہ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا یعنے اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا یا کسی اور کے نام کا روزہ رکھنا یا کسی اور کا نام لے کر پرندہ یا جانور ذبح کرنا یا اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر جانور چھوڑنا۔ اِس قِسم کی تمام باتیں شرک کہلاتی ہیں۔ شرک بہت بڑا گناہ ہے۔ شرک کرنے والے کو اللہ نہیں بخشے گا اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ۔۔

سورہ لُقمٰن میں اللہ نے اِرشاد فرمایا۔ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ یعنی "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔" اِس لئے ہر ایک کو چاہیئے کہ اِن تمام کاموں سے ہمیشہ بچتے رہیں ۔۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ اللہ بے نیاز ہے۔ کسی کا محتاج نہیں ہے مگر ساری مخلوق اُس کی محتاج ہے ۔۔

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ اللہ تعالیٰ ہر رشتے سے پاک ہے۔ نہ اس کے ماں باپ ہیں نہ بیٹا بیٹی ہے۔ نہ بیوی ہے اور نہ کوئی اس کا رشتہ دار ہے ہر جاندار و بے جان چیز اسی کی مخلوق ہے۔ اولاد نہیں۔

وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ دُنیا کی کوئی مخلوق اس کے برابر کی نہیں ہے۔ وہ اپنی خدائی میں یکتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ہر چیز اس کے ارادے سے ہوتی ہے اور کوئی بھی اسکے ارادے کو روک نہیں سکتا تمام خوبیاں اسمیں ہیں وہ ہر عیب سے پاک ہے۔

اللہ کی دوسری صفتیں وہی زندہ رکھتا ہے۔ وہی موت دیتا ہے۔ وہی بیماری دیتا ہے وہی شفا دیتا ہے۔ کسی انسان میں اتنی طاقت نہیں کہ کسی کو جادو ٹونا یا کرتوت یا عملیات کرکے مار ڈالے یا بیمار ڈال دے۔ نہ جادو کے علم میں اتنی قوت ہے اور نہ کرتوت میں ہے۔ اگر کوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھے تو اس کا ایمان مکمل نہیں۔ نفع دینا اور نقصان پہنچانا عزت یا ذلت دینا اللہ کے ہاتھ ہے۔ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے۔

رسول اللہ صلعم کا فرمان حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا "تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰلَاءِ اللّٰہِ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِی اللّٰہِ" یعنے اللہ کی نشانیوں کے بارے میں غور کرو مگر اللہ کے بارے میں غور مت کرو۔ یعنی اللہ کیا ہے؟ اسکو کس نے پیدا کیا؟ کیا ہماری طرح اسکو آنکھ ناک ہیں؟ وغیرہ۔ یہ شیطانی خیالات ہیں ان سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیئے۔ صرف یہ ایمان رکھیں کہ اللہ خود سے موجود ہے اور وہ اپنے ہر بندے کی ہر حرکت دیکھتا ہے۔ ہر گفتگو سنتا ہے اور درخت سے کوئی پتہ ایسا نہیں گرتا جس کا علم اللہ کو نہ ہو۔ وہ سب کا مالک آقا اور نگہبان ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اس سے بڑی کوئی طاقت نہیں ہے۔ اس نے سات آسمان، سات زمین اور آسمان و زمین کی درمیانی چیزوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔ فرشتے، جنات، انسان، جانور، پرندے، درخت، پہاڑ اور زمین پر بسنے والی، پانی میں رہنے والی چھوٹی بڑی جملہ ۱۸ ہزار مخلوقات کو پیدا فرمایا اور ان سب کو پالتا اور رزق دیتا ہے۔ وہی ایک دن تمام دُنیا فنا کردے گا اور تمام انسانوں کو دوبارہ پیدا کرکے حشر کے دن حساب کتاب لے گا اور اپنے بندوں کو اعمال کے لحاظ سے جنت یا دوزخ میں ڈالے گا۔

شرک ظلم عظیم ہے اللہ ایک ہے، واحد ہے، ساری کائنات اسی نے تنہا بنائی ہے۔ اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے اسے مشرک

کہتے ہیں جس کو اللہ معاف نہیں کرے گا۔ فرمانِ رب العزت ہے کہ "دوسرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے لیکن شرک معاف نہیں کیا جائے گا"۔ اسی شرک کو ظلمِ عظیم کہتے ہیں۔ شرک کی تین قسمیں ہیں (۱) شرک فی الذات (اللہ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا یعنی ایک سے زائد خدا کہنا) (۲) شرک فی الصفات (اللہ کی صفتوں میں کسی کو شریک کرنا) (۳) شرک فی العبادات (اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام سے نماز پڑھنا یا روزہ رکھنا یا جانور یا پرندے کو ذبح کرنا وغیرہ ::

عملی کام

(۱) اس درس کو روزانہ ایک بار تمام گھر والے ایک جگہ بیٹھ کر سنیں یاد رکھیں اور عمل کریں۔ (۲) رسول اللہ صلعم کا فرمان مع ترجمہ زبانی یاد کرلیں۔ (۳) جو مرد یا عورت ایک نماز کے پابند ہو چکے ہوں وہ اور ایک نماز کے پابند ہو کر دوسری نمازیں بھی پڑھتے رہیں ::

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادیؔ سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادریؒ۔ سبزی منڈی۔ حیدرآباد (اے پی)

بتاریخ:- ۱۶ ذی قعدہ ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۹۸۷ء

نشان سلسلہ	گھر کے افراد کے نام	درس کتنا یاد ہے؟	نمازوں کی پابندی کتنی ہے؟
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت من جانب :- **محمد اسمٰعیل خاں** ۔ باغ امجد الدولہ ۔ حیدرآباد ::

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۳ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ضروری عقائد

قال: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (سورۂ فتح پ ۲۶) اللہ نے ارشاد فرمایا "محمد اللہ کے رسول ہیں"۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہر مسلمان کو کچھ اہم عقائد رکھنا لازمی ہے جسکی تفصیل نیچے لکھی جا رہی ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے نور کو سب سے پہلے پیدا فرمایا اور سب سے آخری رسول بنا کر بھیجا ۔ آپؐ اللہ کے بعد اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں ۔ آپؐ تمام پیغمبروں کے سردار ہیں ۔ آپؐ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا اور اگر کوئی نبی ہونے کا دعویٰ کریگا وہ جھوٹا ہوگا ۔ آپؐ پر اللہ نے آخری کتاب یعنی قرآن مجید کو نازل فرمایا ۔ قرآن علم ہے اور اس کی عملی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہے ۔ آپ اللہ کے خاص بندے اور کامل ترین انسان تھے ۔ ہر نبی کی ایک ایک صفت کو اللہ نے آپؐ کی ذاتِ اقدس میں جمع کر دیا تھا ۔ آپؐ کے نبی بنائے جانے کے بعد کوئی شخص آپؐ پر ایمان لائے بغیر دنیا و دین کی کامیابی اور نجات حاصل نہیں کر سکتا ۔ آپؐ قیامت تک ہر پیدا ہونے والے انسان اور جنات کے رسول ہیں ۔ آپؐ کی ہر بات اللہ کی جانب سے ہوتی تھی ۔ آپؐ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے تھے ۔ اسی لئے سورۂ نجم پ ۲۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے نبی تم اپنے نفس کی خواہش سے اپنے منہ سے کوئی بات نہیں نکالتے" جب اللہ کی طرف سے آپؐ کے دل میں کوئی بات ڈالی جاتی تو زبان سے فرماتے تھے ۔ آپؐ نے اپنی زندگی میں جو کچھ اپنی زبان سے فرمایا اور جو کچھ عمل کرکے دکھایا اس کو حدیث کہتے ہیں ۔ ہر مسلمان کو حدیث پر عمل کرنا لازمی ہے ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "جو شخص چالیس (۴۰) احادیث یاد کرے اس کا نام علماء کی جماعت میں لکھا جائے گا اور میں قیامت میں اس کی شفاعت کروں گا ۔

یہاں تین چھوٹی حدیثیں لکھی جاتی ہیں :۔

(۱) سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ ۔ یعنی مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس سے لڑنا کفر ہے ۔

(۲) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُفْتَرٍ ۔ یعنی کسی پر تہمت اور جھوٹا الزام لگانے والا (یا لگانے والی) جنت میں نہیں جائے گا ۔

(۳) كُلُّ مُؤْذٍ فِي النَّارِ ۔ یعنی ہر تکلیف دینے والا انسان دوزخی ہے :۔

علمِ غیب اللہ تعالیٰ نے سورۂ آلِ عمران پ۴ میں ارشاد فرمایا کہ "اللہ غیب کی باتیں کسی کو نہیں بتاتا مگر اپنے رسولوں
میں سے جس کو چاہے بتاتا ہے۔" اسی لئے آپؐ اللہ کی طرح عالم الغیب نہیں تھے۔ مگر اللہ نے آپؐ کو کئی گزری ہوئی اور
آنیوالی باتوں کا علم عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ ایک واقعہ یہاں پر لکھا جاتا ہے۔ ہجرت کے وقت سُراقہ بن مالک انعام کے
لالچ میں رسول اللہ صلعم کو گرفتار کرنے آپؐ کا پیچھا کیا۔ تین مرتبہ ٹھوکر کھا کر گھوڑے سے گرا۔ چوتھی بار گرفتاری کا
ارادہ ترک کر کے حضورؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں آپؐ کو گرفتار کرنے پیچھا کر رہا تھا مگر تین بار گرنے پر ارادہ
بدل دیا۔ اس وقت حضورِ اکرمؐ نے فرمایا "اے سُراقہ! ایک وقت آئے گا کہ تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے
سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔" اس واقعہ کے چھ یا سات سال بعد سُراقہ بن مالکؓ نے اسلام قبول
کیا اور حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ایران کی جنگ میں شریک ہوئے اور ایران فتح ہوا تو ایران کے بادشاہ
کسریٰ کا تخت اور خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور حضرت عمرؓ نے اپنے ہاتھوں سے سُراقہؓ کو کسریٰ کے سونے
کے کنگن پہنائے۔ یہ واقعہ ہجرت کے چودہ سال بعد کا ہے۔ اس واقعہ میں سُراقہؓ کے مسلمان ہونے
کی، ایران کے فتح ہونے کی اور کنگن پہنانے کی اطلاع آنحضرت صلعم کئی سال پہلے علمِ غیب سے دے دیئے تھے۔

معجزات کسی بھی پیغمبر کی نبوت معلوم کرانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے ہاتھ سے ایسے خلافِ عادات اور حیرت میں
ڈالنے والے کام کرائے جو کسی دوسرے انسان سے ممکن نہیں۔ ان باتوں کو معجزہ کہتے ہیں۔ معجزے کے معنی عاجز
کرنے والی چیز یعنی جس کے کرنے سے لوگ عاجز ہوتے ہیں۔ اور یہ نبوت کی علامت ہے۔ رسولِ عربی صلعم نے بھی اللہ کے حکم
سے کئی معجزے دکھائے۔ آپؐ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا آج تک کوئی بھی
بڑے سے بڑا کوئی عالم یا شاعر بڑی کوششوں کے باوجود قرآن جیسی کوئی چھوٹی سورت نہیں بنا سکا اور نہ قیامت
تک بنا سکے گا۔ اتنی صدیاں گزرنے کے بعد بھی قرآن حکیم کے ایک لفظ میں کمی ہوئی نہ زیادتی اور نہ قیامت
تک ہوگی۔ آپؐ کے دوسرے معجزات یہ ہیں۔ انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہونا۔ کنکریوں کا تسبیح
پڑھنا۔ آپؐ کی انگلیوں سے اتنا پانی نکلنا کہ پورے لشکر کا سیراب ہو جانا۔ اور جانوروں کا آپؐ
سے گفتگو کرنا معجزہ ہے۔

معراج معراج کا واقعہ حضورِ اقدس صلعم کی زندگی کا ایک اہم واقعہ ہے۔ نبوت کے ۱۱ یا ۱۲ سال
بعد ۲۷ رجب پیر کی رات آپؐ کو معراج ہوئی۔ یعنی اس رات اللہ نے آپؐ کو حضرت جبرئیلؑ
کے ساتھ براق پر سوار کر کے مکہ معظمہ سے بیت المقدس بھجوایا اور پھر وہاں سے ساتوں آسمان سے

آگے عرش تک پہونچایا اور کئی اسرار (رازوں) سے واقف کرایا۔ پھر جنت و دوزخ کی سیر کروا کر اسی رات میں مکہ پہونچا دیا۔ یہی معراج کا واقعہ ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالٰی نے سورۂ بنی اسرائیل پ۱۵ اور سورۂ نجم پ۲۷ میں کیا ہے۔ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہیکہ معراج آپؐ کو جسمانی ہوئی تھی روحانی نہیں۔

حضورؐ کا مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل اور برتر ہیں۔ اور آپؐ کی امت بھی تمام انبیاء کی امتوں سے افضل اور بہتر ہے۔ آپ کا دین تمام دینوں پر غالب ہے اور آپ کی شریعت تمام اگلی شریعتوں سے کامل ہے۔ اللہ تعالٰی نے آپ کو تمام عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا تھا۔ اِسی لئے آپ کو رَحمَۃً لِّلعٰلَمِین کہتے ہیں۔ (سورۂ انبیاء پ۱۷) آپ کے اخلاق سب سے بہتر اور اعلٰی درجے کے تھے۔ اللہ نے آپ کے اخلاق کی تعریف سورۂ قلم پ۲۹ میں فرمایا ہے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک صحابیؓ نے پوچھا تھا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟" بی بی عائشہؓ نے جواب دیا "کَانَ خُلُقُہُ القُرآنُ" یعنی آپؐ کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے۔ مطلب یہ کہ اللہ نے جن نیک عادتوں اور بہترین خصلتوں کا قرآن مجید میں تذکرہ فرمایا اور جو ایک مومن کیلئے لازمی ہیں وہ سب آپ میں موجود تھے۔ قیامت کے دن حضورِ اقدس صلعم اللہ کے حکم سے گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ جسے شَفَاعَتِ عُظمٰی اور اس جگہ کو مقامِ محمود کہتے ہیں۔ آپؐ کے بعد دوسرے انبیاء شفاعت کریں گے۔ پھر آپ کی امت کے علماء اور اولیاء اور شہداء اللہ کے حکم سے اپنے اپنے رتبہ کے موافق شفاعت کریں گے۔

حُبِّ نبیؐ رسولِ خدا صلعم سے محبت رکھنا آپؐ کی تعظیم کرنا اور آپؐ کو اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے والدین اپنے مال اور تمام انسانوں سے زیادہ عزیز رکھنا ایمان کے مکمل ہونے کی دلیل ہے۔ آپؐ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کرنا اور آپؐ کو اپنے جیسا سمجھنا اپنے ایمان کو ناقص کر دیتا ہے۔ اِسی طرح آپؐ کے ازواج (بیویاں) اور آل و اولاد سے جو اہل بیت کہلاتے ہیں اور صحابۂ کرام سے محبت رکھنا اور ان کی عظمت کا لحاظ کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔ رسولِ خدا صلعم نے جن جن باتوں کا اپنی امت کو حکم فرمایا ان پر ہر اُمتی کا عمل کرنا ضروری ہے۔ اور جن جن باتوں سے منع فرمایا ہے ان سے دور رہنا بھی ضروری ہے۔ اِسی طرح جن واقعات کی آپؐ نے خبر دی ان تمام کو اُسی طرح ماننا اور یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے لازمی ہے۔ سورۂ احزاب پ۲۲ میں اللہ تعالٰے

فرماتا ہے "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی
نبی پر درود و سلام پڑھتے رہو"۔ اِس فرمان کی تعمیل میں ہر مسلمان کو چاہیے کہ درود پڑھتا رہے
کوئی مسلمان کہیں بھی درود پڑھے اللہ اُس کے درود کو حضورؐ تک پہنچا دیتا ہے۔ درود کئی ہیں۔
ایک مختصر درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ اِس درود کو کسی ایک نماز کے بعد ایک تسبیح ضرور پڑھیں۔

عملی کام

ع۱ یہ درس روزانہ یا ایک دن آڑ گھر کے تمام لوگ پڑھیں۔
یا سنیں یاد رکھیں اور عمل کریں۔ ع۲ حضورؐ کے تینوں احادیث مع ترجمہ
یاد کرلیں۔ ع۳ نمازوں کی پابندی میں اضافہ کریں۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادریؒ۔ سبزی منڈی حیدرآباد۔ (اے پی)

بتاریخ:۔ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۸۷ء۔

نشان سلسلہ	گھر کے افراد کے نام	درس نمبر ۱ و ۲ کتنا یاد ہے؟	نمازوں کا موجودہ فیصد
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت حسن جانب:۔ حسین شریف اسسٹنٹ انجنیئر۔ باؤلی گلاب سنگھ حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۲ - طہارت، وضو، غسل، تیمم اور نجاست

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے " وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ " (سورۃ التوبہ پ ۱۱) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ طہارت سے رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ طہارت کے معنی پاکی اور صفائی کے ہیں۔

طہارت آدھا ایمان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ " (مشکوٰۃ) یعنی طہارت آدھا ایمان ہے۔

مطلب یہ کہ آدھا ایمان یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنی روح کو پاک صاف رکھے اور آدھا ایمان یہ ہے کہ اپنے جسم اور لباس کو پاک رکھے۔ روح کی پاکی سے مراد یہ ہے کہ مومن ہر قسم کے شرک، کفر اور گناہوں سے دور رہے اور صحیح عقائد کو اپنا کر اللہ رسول کے احکام پر ہمیشہ عمل کرتا رہے۔ جسم کی طہارت کا مطلب ہے کہ اسکو ظاہری ناپاکی سے پاک کرکے صفائی کا پورا خیال رکھے۔

طہارت کی اہمیت جسمانی صفائی اور پاکیزگی صحت اور تندرستی کیلئے لازمی ہے۔ تندرستی اللہ کی دی ہوئی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ ظاہری جسمانی صفائی کا خاص تعلق قلب اور روح کی پاکیزگی سے ہے۔ بلا طہارت کوئی عبادت قابل قبول نہیں بلکہ گناہ ہے۔ طہارت کی اہمیت کا اس بات سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔" آپ کا یہ ارشاد ہے۔ " تَنَظَّفُوْا فَاِنَّ الْاِسْلَامَ نَظِیْفٌ " یعنی پاک صاف رہا کرو کیونکہ بے شک اسلام پاک صاف مذہب ہے۔

طہارت کی قسمیں طہارت کی دو قسمیں ہیں ۱۔ طہارت صغریٰ (چھوٹی طہارت) یعنی وضو کرنا ۲۔ طہارت کبریٰ (بڑی طہارت) یعنی ناپاکی دور کرنے غسل کرنا۔

وضو اللہ تعالیٰ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نبی بنایا اور جبرئیلؑ کے ذریعہ پہلی وحی نازل کیا تو جبرئیلؑ نے سورۂ علق کی پانچ آیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھا کر وضو کرنے کا طریقہ سکھایا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا " اَلْوُضُوْءُ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ " یعنی وضو نماز کی کنجی ہے۔ اسکے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ وضو کا ظاہری

فائدہ یہ ہیکہ چہرہ، ہاتھوں اور پیروں کے دھونے سے بدن میں چستی پیدا ہوتی ہے۔ تکان دور ہوتا ہے۔ میل اور گرد وغبار
ہونے سے طبیعت ہشاش بشاش ہوجاتی ہے۔ اور باطنی فائدہ یہ ہیکہ جسم کی صفائی سے روح میں لطافت اور پاکیزگی
آتی ہے۔ گویا وضو سے جسم اور روح دونوں کو تازگی اور صفائی حاصل ہوتی ہے ۔

وضو کا اہتمام

وضو کرتے وقت تمام آداب و شرائط کا خیال رکھنا چاہیے اور بہت اہتمام کرنا چاہیے۔ حضور اقدس
نے فرمایا۔ "جس شخص نے وضو کیا تمام باتوں کو اچھی طرح پورا کیا تو اس کے جسم سے تمام گناہ دُھل
جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخن کے نیچے کے گناہ بھی۔ اس لئے وضو کرتے وقت ابتداء سے انتہا تک ہر عضو اچھی طرح دھوئیں۔
وضو کا سُنت اور صحیح طریقہ جس میں وضو کے فرائض، سُنتیں اور مستحبات سب شامل ہیں۔ وضو کا تفصیلی بیان، وضو کے
دوران اور وضو کے بعد کی اہم باتیں اور ہر عضو دھوتے وقت کی دُعائیں یہ سب "نماز کا صحیح طریقہ" میں موجود
ہیں وہاں دیکھ لیں اور اسی طریقے سے وضو کرتے رہیں ۔

غسل

غسل کے معنی نہانے کے ہیں یعنی سر سے پیر تک تمام جسم کو پانی سے دھونا غسل کہلاتا ہے۔
جس پر غسل واجب ہو اسکو نہانے میں دیر نہ کرنی چاہیے۔ اور ناپاک حالت میں
گھر سے باہر نہ جانا چاہیے اور پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالنا چاہیے۔ عورتیں خصوصاً زچہ چالیس دن
تک بغیر غسل کے رہتی ہیں۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جب پاک ہوجائیں فوراً غسل کرکے نماز شروع
کردیں۔ چلّہ تک انتظار کرنا سخت نادانی ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ حمام میں پیشاب نہ کریں کیونکہ
حمام یا غسل خانہ وہ مقام ہے جہاں ناپاک لوگ پاکی حاصل کرتے ہیں۔ وہاں نجاست نہ کرنی
چاہیئے۔ غسل کا ابتدائی بیان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل، غسل کا سُنت
اور صحیح طریقہ، غسل سے قبل، دوران غسل اور غسل کے بعد کے کام اور غسل کی نیتیں یہ تمام
بیان "نماز کا صحیح طریقہ" میں درج ہیں۔ وہاں دیکھ لیں۔ اور صحیح طریقہ سے غسل کریں
ورنہ ساری عبادتیں غلط غسل کی وجہہ سے بے کار ہوجائیں گی ۔

تیمم

پانی کے استعمال سے بیماری بڑھنے یا بیمار ہونے کا اندیشہ ہو یا سفر
میں پانی نہ مل سکے تو ایسی صورتوں میں تیمم کرکے نماز پڑھنا ضروری
ہے۔ پانی کے انتظار میں نماز نہ پڑھنا سخت گناہ ہے۔ اگر کسی بیمار کو غسل
کی حاجت ہو مگر پانی نہانا مضر ہو یا سفر میں غسل کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے تو بھی

تیمم کر کے نماز ادا کریں ۔ یہ تیمم وضو اور غسل کا قائم مقام ہوتا ہے ۔ تیمم کا سُنت اور صحیح طریقہ اور تیمم کے متعلق اہم باتیں "نماز کا صحیح طریقہ" میں لکھا گیا ہے وہاں دیکھ لیں ؛

نجاست کی قسمیں

طہارت کا الٹ نجاست یعنی ناپاکی ہے ۔ نجاست کی دو قسمیں ہیں ۔

۱ ۔ نجاست حکمی یعنی انسان کی ایسی حالت جس میں نماز پڑھنا اور قرآن مجید کو چھونا منع ہے ۔ جب تک کہ وضو اور غسل نہ کرے ۔ اس کا دور کرنا فرض ہے ۔ جو کسی حالت میں کسی عذر سے بھی چھوٹ نہیں سکتا ۔ یہ نجاست صرف پانی سے دور ہوتی ہے ؛

۲ ۔ نجاست حقیقی یعنی غلیظ چیزوں کی ناپاکی جیسے پیشاب ، پاخانہ اور اس قسم کی دوسری چیزیں ۔ انسان اور حیوان کی غلاظت اسی حکم میں ہے ۔ اس کا دور کرنا بھی فرض ہے ۔ البتہ کوئی عذر ہو تو اس میں رعایت ہے ۔ جیسے سفر میں اتنا پانی ہو کہ صرف پانی پی سکیں اور کپڑے پر پیشاب لگ گیا ہو مگر دھونے کیلئے پانی نہ ہو تو ایسی حالت میں نماز جائز ہے ۔ لیکن پانی ملتے ہی کپڑے کو دھونا فرض ہے ۔ پیشاب سے ہر مرد عورت کو ہمیشہ بچنا چاہیے ۔ اکثر لوگ خیال نہیں کرتے ۔ مگر حضور انور صلعم کا فرمان ہے " اَکْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ " (حاکم) یعنی قبر کا عذاب زیادہ تر پیشاب کی بے احتیاطی سے ہوتا ہے ۔ دودھ پیتا بچہ پیشاب کر دے تو ایک بار پانی بہانا کافی ہے لیکن بچہ روٹی یا کھانا کھانے لگے تو تین مرتبہ دھونا ضروری ہے ۔ گوبر غلیظ نجاست ہے اس کو ہاتھوں میں لینا یا پانی میں گوبر ڈال کر چھڑکاؤ کرنا سخت منع ہے ۔ ایسی زمین پر نماز بھی نہیں ہوتی ۔ اس سے ہمیشہ بچتے رہیں ؛

نجاست دور کرنے کا طریقہ

کسی بھی قسم کی نجاست اگر بدن پر لگ جائے تو تین مرتبہ پانی سے دھونا ضروری ہے ۔ اگر کپڑے پر لگے تو تین مرتبہ پانی سے دھونا اور ہر مرتبہ نچوڑنا بھی لازمی ہے ۔

بوریا یا قالین یا اسی قسم کی چیزوں پر نجاست لگے جن کو نچوڑنا مشکل ہے تو پانی سے دھو کر اتنی دیر لٹکائیں کے قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں۔ اسی طرح دوسری اور تیسری بار کریں۔ تانبہ، پیتل، لوہا، شیشہ اور چمڑے کی چیزوں پر نجاست لگے تو کپڑے سے خوب اچھی طرح رگڑنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔ ایک بار پانی سے پونچھ دیں تو بہتر ہے۔ زمین پر نجاست خشک ہو جائے اور نجاست کے تین اثرات یعنی مزہ، رنگ اور بو جاتی رہے تو پاک ہو جاتی ہیں۔ لیکن نجاست تر ہو اور اس کا ایک اثر موجود ہو تو وہاں نماز پڑھنا منع ہے۔

عملی کام اس درس میں چار حدیثیں ہیں انکو یاد کرلیں اور بچوں کو بھی یاد دلائیں۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری بادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادری رح - بزی منڈی حیدرآباد (اے پی)

بتاریخ:- ۱۳ جمادی الآخر ۱۴۰۸ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۸۸ء

نشانات سلسلہ	افراد کے نام	پچھلے درس کتنے یاد ہیں؟	نمازوں کا فیصد کیا ہے؟
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت حسن جانب:- الحاج محمد عبدالعلیم احدید ملک پیٹ حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی واصلاحی درس

درس ۵ شوہر کا بیوی کے ساتھ سلوک

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ "عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" (سورۃ النساء ۱۹)
یعنی عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو۔ اِس آیت میں اللہ نے مردوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنی عورتوں سے ہمیشہ بھلے طریقے سے پیش آؤ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے اوپر کا حصّہ زیادہ ٹیڑھا ہے۔ اگر پسلی کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو ٹوٹ جائے گی۔ اور چھوڑ دو گے تو ویسی ہی رہے گی۔ اِس لئے عورتوں سے بہتر سلوک کرو۔ (بخاری شریف)۔

ازدواجی زندگی کی ابتداء ہی سے شوہر اور بیوی کو اپنے اپنے حقوق سے بخوبی واقف ہونا چاہیے اور ان حقوق اور فرائض کو خلوص دل سے دونوں کو پورا کرنا چاہیے۔ اگر شوہر اور بیوی اللہ کے فرمان کے مطابق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے موافق احکامات پر عمل کرتے رہیں تو ایسی جھگڑوں اور روز روز کی بحث وتکرار سے نجات مل جائے گی۔

عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ کو ایک بڑے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے حج کے موقع پر فرمایا۔ لوگو! سنو عورتوں

کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ۔ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔ تمہیں اُنکے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنیکا کوئی حق نہیں ہے۔ دیکھو سنو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں۔ اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تمہارے پر ہیں۔ تم پر ان کا یہ حق ہیکہ تم انکو اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ" (ریاض الصالحین)۔

مرد عورتوں پر حاکم ہیں

سورۃ النساء آیت ۳۴ میں ارشاد خداوندی ہے۔ "اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ" یعنی مرد عورتوں پر مسلط اور حاکم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر افضل بنایا ہے اور مرد کو افضل بنانے کا سبب یہ ہیکہ وہ اپنا مال اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے"۔ مرد کو اللہ تعالےٰ نے عورت پر فضیلت دی ہے۔ اس کے کئی وجوہات ہیں۔ پہلی وجہہ یہ ہیکہ مرد کے جسم اور دل و دماغ کی ساخت عورت سے الگ اور بڑھ کر ہوتی ہے۔ دوسری وجہہ یہ ہیکہ عبادات میں کوئی عورت مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ہر مہینہ میں کچھ دن ایسے ہوتے ہیں کہ عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ تلاوت کر سکتی ہے اور نہ کوئی ذکر کر سکتی ہے اور نہ ورد کر سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔ تیسری وجہہ یہ ہیکہ جتنے انبیاء اللہ تعالیٰ نے منتخب کرکے بھیجے ہیں وہ سب مرد تھے کسی عورت کو اللہ نے نبوت کا درجہ عطا نہیں کیا۔ چوتھی وجہہ یہ ہیکہ ایک مرد کی گواہی کو دو عورتوں کی گواہی کے برابر قرار دیا گیا۔

بیوی کو مارنا نہیں چاہئیے

عورت سے افضل درجہ رکھنے کے باوجود بعض کم علم مرد اپنی بیوی سے بُرا سلوک کرتے ہیں فحش لائی کرتے ہیں۔ بیوی کے والدین کو بُرا کہتے ہیں۔ اور بعض مرد اپنی جہالت کی وجہہ سے بیوی کو مارتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح نہ مارے"۔ (بخاری شریف) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہیکہ حضور اقدس صلعم نے فرمایا "تم میں سے وہ شخص اچھا نہیں ہے جو بیوی کے ساتھ بدسلوکی کرے"۔ (ابوداؤد) حضرت لقیطؓ نے رسول اکرمؐ سے اپنی بیوی کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ بدزبان ہے۔ فحش بکتی ہے میں اسکو طلاق بھی نہیں دینا چاہتا کیونکہ اس سے مجھے اولاد بھی ہے اور کئی

سال سے میرے ساتھ ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُسے بدکلامی چھوڑنے کی نصیحت کرتے رہو۔ اس کی فطرت میں بھلائی ہو تو نصیحت قبول کرلیگی۔ مگر اپنی بیوی کو لونڈی کیطرح نہ مارو" (ابو داؤد)

بیوی کو مارنے کا حکم کب ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جن عورت کے متعلق تمہیں معلوم ہو کہ سرکشی اور بے حیائی کرنے لگی ہے تو پہلے اس کو زبانی سمجھاؤ پھر اس کے ساتھ سونا چھوڑ دو۔ اس پر بھی وہ بے حیائی سے باز نہ آئے تو تب اسکو مارو۔ اور اگر وہ فرمانبردار ہو جائے تو اسکو پھر تکلیف دینے کا بہانہ مت ڈھونڈو۔ (سورہ النساء۔ رکوع ۶)۔

سرکارِ دو عالم نے اپنے آخری خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ اگر تمہاری عورت کی طرف سے کھلی نافرمانی یا بے شرمی سامنے آئے تو خواب گاہ میں اس سے الگ رہو۔ اس پر بھی نہ سدھرے تو مارو۔ مگر ایسا نہیں مارنا کہ اسکو شدید چوٹ آئے۔ اور جب وہ تمہارے کہنے پر چلنے لگے تو اس کو خواہ مخواہ ستانے کا بہانہ نہ کرو۔ (ریاض الصالحین)۔

گھر کے کام کاج میں بیوی کا ساتھ دینا

بی بی عائشہؓ سے حضرت اسودؓ نے پوچھا کہ "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہوتے تو کیا کرتے تھے؟" بی بی عائشہؓ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے کام میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ اپنے کپڑے سی لیتے تھے۔ اپنے جوتے ٹانک لیتے تھے۔ بکری کا دودھ خود دوہتے تھے۔ اور اپنے گھر کا وہ سب کام کرتے تھے جو دوسرے لوگ اپنے گھروں میں کرتے ہیں۔ اور جب نماز کا وقت آتا تو نماز کو چلے جاتے تھے۔" (بخاری و مسلم) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ" (ابن ماجہ) تم میں بہتر آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کیلئے بہتر ہو۔ ان دونوں احادیث کو ہر مرد ہمیشہ اپنے سامنے رکھے اور اپنی بیوی سے بہتر سلوک کرتے ہوئے ممکنہ حد تک گھریلو کام کاج میں بھی ساتھ دیتا رہے۔

بیوی کی معمولی غلطیوں کو معاف کر دیں

جہاں تک ہو سکے بیوی کی معمولی غلطیوں کو تحمل، صبر، بردباری اور خوش گمانی کے ساتھ نظر انداز کریں اور ذرا ذرا سی بات پر بیوی کو پریشان نہ کریں۔ بلا وجہ بدگمانی نہ کریں۔

اللہ کا فرمان ہے "اگر وہ یعنی تمہاری بیوی تم کو کسی وجہ سے پسند نہ آئے تو ہو سکتا ہیکہ جو چیز اسکی تمہیں پسند نہ ہو مگر خدا نے اس میں تمہارے لئے بہت بھلائی رکھی ہو (سورہ النساء) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مطلب کو اس طرح فرمایا کہ "کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے۔ اگر بیوی کی کوئی عادت اسکو ناپسند ہے تو ہو سکتا ہے کہ دوسری عادت پسند آجائے"۔ اس لئے بیویوں کی معمولی غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف کرتے رہیں اور صلاحیت سے دینی احکام سکھائیں اور اسلامی اخلاق سے آراستہ کریں۔ اور اس کی تربیت اور سدھار کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے رہیں۔ تاکہ وہ ایک اچھی بیوی کے علاوہ اپنی اولاد کیلئے ایک اچھی ماں بن سکے :۔

عملی کام (۱) عربی حدیث معہ ترجمہ یاد کریں۔ (۲) ہر مرد کیلئے لازمی ہیکہ اس درس کو اچھی طرح پڑھکر عمل کریں :۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادری بغدادی جعفری منڈی حیدرآباد۔ (اے۔پی)

بتاریخ:۔ ۶ محرم سنہ ۱۴۰۹ھ مطابق ۲ اگست سنہ ۱۹۸۸ء

نشان سلسلہ	افراد کے نام	پچھلے درس کتنے یاد ہیں؟	نمازوں کا فیصد کیا ہے؟
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت منجانب:۔ عظمت خان رکن انتظامی کمیٹی درگاہ حضرت ممدوح
(محلہ معین پورہ۔ حیدرآباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۶ بیوی کا شوہر کے ساتھ سلوک

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی "فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ"

(سورہ النساء ۳۴) ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "نیک بیویاں شوہر کی اطاعت کرنے والی ہوتی ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے خدا کی حفاظت میں عزت اور مال کی خبرداری کرتی ہیں"۔

بیوی کیلئے شوہر کی اطاعت لازمی

ہر عورت کیلئے یہ ضروری ہیکہ وہ اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہے اور اس میں مسرت اور سکون محسوس کرے کیوں کہ یہ اللہ کا حکم ہے ۔ اور جو عورت خدا کے حکم کی تعمیل کرتی ہے وہ اپنے خدا کو خوش کرتی ہے ۔ شوہر کی اطاعت اور فرماں برداری کی اہمیت اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے ۔ رسول اللہ صلعم نے عورت کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا "اس عورت کی نماز سر سے اونچی نہیں اٹھتی جو شوہر کی نافرمانی کرتی ہے جب تک کہ نافرمانی سے باز نہ آجائے" (ترمذی)۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ حضور انور صلعم نے فرمایا "ایک مرتبہ مجھے دوزخ دکھائی گئی تو اس میں میں نے زیادہ تر عورتوں کو پایا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کرتی ہیں" ۔ پوچھا گیا کیا؟ آپؐ نے فرمایا "نہیں بلکہ شوہر کا کفر یعنی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں ۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے ساتھ زمانۂ دراز تک احسان کرتا رہے اور کوئی خلاف بات شوہر میں دیکھے تو کہہ دے گی کہ میں نے کبھی تجھ سے آرام نہیں پایا" (بخاری شریف)۔

عورت کو جنت میں لے جانیوالے صرف تین کام

حضورِ انور صلعم نے فرمایا (۱) جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے۔ (۲) اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہے اور (۳) اپنے شوہر کی فرماں برداری کرتی ہے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے" (الترغیب)

بی بی اُم سلمیٰ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "جو عورت اس حال میں انتقال کی کہ اُس کا شوہر اُس سے راضی اور خوش تھا وہ جنت میں داخل ہوگی" (ترمذی) یہ دونوں احادیث سامنے رکھ کر عورت غور کرے کہ آنحضرت صلعم نے جنت میں لے جانے والے صرف تین کام بتائے ہیں جو ان پر عمل کرے گی وہ جنت کی مستحق ہوگی ۔

شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہ کریں

اپنے شوہر کی اجازت اور مرضی حاصل کئے بغیر گھر سے باہر نہیں جانا چاہیئے۔ نہ ایسے گھروں میں جائیں جہاں جانا شوہر پسند نہ کرے اور نہ ایسے لوگوں کو اپنے گھر میں آنے دیں جن کا آنا شوہر کو ناگوار ہوتا ہو۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "اللہ پر ایمان رکھنے والی عورت کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناپسند ہو۔ اور وہ اپنے گھر سے ایسی صورت میں نہ نکلے جب کہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت اپنے شوہر کے معاملے میں کسی دوسرے کا کہنا نہ مانے"

(الترغیب و الترہیب) حدیث شریف کے آخری الفاظ خاص طور پر قابل توجہ ہیں کہ حضور نے فرمایا "شوہر کے معاملے میں عورت کسی دوسرے کا کہنا نہ مانے" یعنی شوہر نے کسی جگہ جانے سے یا کسی مرد یا عورت سے ملنے سے منع کر دیا تو شوہر کے والدین یا کسی اور کی اجازت لے کر ہرگز شوہر کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اپنے والدین یا ساس سسر کے مشوروں کو مان کر شوہر کی مرضی کے خلاف کام نہ کرے۔

شوہر سے محبت رکھیں اور احسان مانیں

اپنے شوہر سے محبت رکھیں۔ ذرا ذرا سی بات پر خفا ہو کر یا کسی وجہ سے شک کر کے اپنی محبت کو کم نہ کریں کیونکہ شوہر زندگی کا سہارا اور راہ حیات کا مددگار ہوتا ہے اس سے جتنی محبت کرے کم ہے۔ ازواج رسول کو رسول اللہ سے بے حد محبت تھی۔ آخری

عمر میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپؐ کی ایک اہلیہ حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا انتہائی حسرت کے ساتھ بولیں "کاش آپ کے بجائے میں بیمار ہوتی" دوسری بیویوں نے تعجب سے انہیں دیکھا تو حضورؐ نے فرمایا "یہ دکھاوا نہیں ہے صفیہ سچ کہہ رہی ہیں"۔

شوہر کا احسان ماننا ہر بیوی کیلئے ضروری ہے کیونکہ شوہر ہی بیوی کی ہر ضرورت کو پوری کرتا ہے۔ حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے میں اپنی پڑوسنوں کے ساتھ تھی۔ حضورؐ نے ہمیں سلام کر کے فرمایا "تم پر شوہر کا احسان ہے اُس کی ناشکری سے بچو تم میں سے ہر ایک اپنے والدین کے یہاں کئی دن بن بیاہی بیٹھی رہتی ہے پھر اللہ اس کو شوہر عطا فرماتا ہے پھر اولاد سے نوازتا ہے"۔ (الادب المفرد)

احسان فراموش اور ناشکر گزار بیوی کے متعلق نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "اللہ تعالٰے قیامت کے دن اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی۔ حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں رہ سکتی" (نسائی شریف)۔

شوہر کا اپنی بیوی پر بڑا حق ہے

ہر بیوی کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی خدمت کرے اور اس کو آرام پہنچائے۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے دھوتی تھیں، سر میں تیل ڈالتیں اور کنگھا کرتی تھیں اور دوسری صحابیات کا بھی یہی حال تھا۔ مسند احمد کی حدیث میں حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے۔ اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے"۔ شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے۔ اتنا عظیم حق ہے کہ اگر شوہر کا سارا جسم زخمی ہو اور شوہر کے زخمی جسم کو بیوی زبان سے چاٹے تب بھی شوہر کا حق ادا نہیں ہو سکتا"۔

نیک بیوی کی خوبیاں کیا ہیں؟

ہر عورت یہ چاہے گی کہ وہ نیک بیوی کہلائے مگر اس کے لئے کچھ باتوں کی پابندی لازمی ہے۔ جو یہ ہیں۔ ابن ماجہ کی ایک حدیث میں

نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "مومن کیلئے خوف خدا کے بعد سب سے زیادہ مفید اور باعثِ خیر نعمت ، نیک بیوی" ہے کہ جب شوہر اُس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوشی دلی سے انجام دے ۔ جب وہ اُس پر نگاہ ڈالے وہ شوہر کو خوش کردے اور جب شوہر کہیں چلا جائے تو وہ اس کے غیاب میں اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی کرے اور ہمیشہ اس کی وفادار اور خیرخواہ رہے ۔ ہر بیوی اس حدیث کو غور سے پڑھے ، یاد رکھے اور ہمیشہ ان باتوں پر عمل کرتی رہے تاکہ وہ نیک بیوی کہلا سکے ۔

عملی کام : ۔ (۱) ابتدائی آیات مع ترجمہ یاد کریں (۲) ہر عورت کیلئے کارآمد ہدایات کو اچھی طرح پڑھکر عمل کرتی رہے ۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادری ۔ سبزی منڈی ۔ حیدرآباد اے پی

بتاریخ ۲۳ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۸۹ء

نشان سلسلہ	اسماء مع سکونت	نمازوں کا فیصد	درس یاد ہے یا نہیں ؟
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت و نگرانی : محمد مکرم خان ۔ (الیف ٹی خان اینڈ کمپنی)

عابد روڈ حیدرآباد ۔ اے پی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۔ قرآن مجید کے متعلق معلومات

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ۔ اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ (سورۂ رحمٰن آیت ۱ و ۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بڑا مہربان جس نے قرآن سکھایا" اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سال کے عرصے میں حضرت جبریلؑ کے ذریعہ قرآن مجید نازل فرمایا ؛

قرآن کے لفظی معنیٰ

قرآن کا لفظ قِرَاءَۃٌ سے بنا ہے قِرَاءَۃٌ اسم ہے جس کے معنی ہیں پڑھنا یا مطالعہ کرنا ۔ اسی سے لفظ قاریؔ بنا ہے ۔ جس کے معنی ہیں پڑھنے والا ۔ اور قرآن کے معنی " وہ کتاب جو کثرت سے پڑھی جائے یا وہ کتاب جو بار بار پڑھی جائے " یہ بات انگریزوں نے تحقیق کی اور تسلیم کرتے ہیں کہ " قرآن مجید " ساری دنیا کی کتابوں میں وہ واحد کتاب ہے جو کثرت سے پڑھی جاتی ہے ۔ دنیا کے ہر خطے میں لاکھوں مسلمان قرآن سمجھتے ہوئے یا بغیر سمجھے روزانہ پڑھتے ہیں ؛

قرآن کی حرفی تشریح

قرآن میں چار حروف ہیں ۔ ق ۔ ر ۔ ا ۔ ن اور یہ چاروں حروف ان چار اہم باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ جو قرآن کے متعلق ہیں ۔ **ق** سے مراد قدر کی رات ہے جس رات میں قرآن نازل ہوا ۔ ارشاد ہوتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ (القدر آیت ۱) **ر** سے رمضان کا مہینہ مراد ہے جس متبرک مہینے میں قرآن اترا ۔ اس کا آیت یہ ہے ۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ آیت ۱۸۵) ۔

الف سے مراد "اللہ تعالیٰ" ہے جس نے قرآن کو نازل فرمایا ۔ اللہ کا فرمان ہے " اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (الدخان ۔ آیت ۳) اور آخری حرف **ن** کا مطلب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن پر قرآن نازل کیا گیا ۔ ارشاد ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (الزمر ۔ آیت ۲) ۔ قدر کی رات ،

رمضان کا مہینہ، اللہ تعالیٰ اور نبی آخر الزمان یہ چاروں بھی باعظمت بابرکت اور قابل احترام ہیں اور یہ تمام برکتیں اللہ نے قرآن میں ایک جگہ جمع کر دی ہیں۔

قرآن کیا ہے

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جس طرح اللہ لافانی ہے اسی طرح اس کا کلام بھی لافانی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل اللہ نے بعض رسولوں پر کتابیں نازل فرمائی تھیں۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ پر "صحف ابراہیم"، حضرت موسیٰؑ پر "توراۃ"، حضرت داؤدؑ پر "زبور"، اور حضرت عیسیٰؑ پر "انجیل" وغیرہ۔ قرآن مجید آخری کتاب ہے۔ قیامت تک کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی۔ سابقہ کتابوں کے احکام اللہ نے منسوخ فرما دیئے اور اب قیامت تک کے لئے قرآن مجید کے احکام باقی رہیں گے۔ جو اس پر ایمان رکھنے والے ہر انسان کیلئے دُنیا اور آخرت میں کارآمد ثابت ہوں گے۔

قرآن میں کیا ہے؟

عام طور پر مسلمان یہی سمجھتے ہیں کہ قرآن ایک مذہبی کتاب ہے اور اس میں مذہبی باتوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ قرآن میں نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج اور پیغمبروں کا ہی بیان ہے۔ یہ غلط فہمی ہے۔ قرآن مجید کو اللہ نے ایک انسان کی زندگی کا مکمل نظام العمل بنایا ہے۔ یعنی وہ جب تک اس دُنیا میں رہے پیدائش سے مرنے تک وہ کس طرح زندگی گزارے تمام باتیں قرآن میں موجود ہیں۔ عبادات کے علاوہ طرز معاشرت، آداب زندگی، والدین کے حقوق، بیوی اور شوہر کے حقوق، حُسنِ بندگی، نکاح، طلاق، مہر، عدت اور رضاعت (دودھ پلانے) کے احکام، خرید و فروخت، لین دین اور رہن کے مسائل، ترکے کی تقسیم اور وصیت کے احکام، حلال و حرام جانوروں اور پرندوں کا بیان، حشرات الارض (کیڑے مکوڑوں) کی مثالیں، انبیاء اور اُن کی اُمتوں کے واقعات، جنت اور اس کی مختلف نعمتیں، دوزخ اور اس کے مختلف عذاب، مومن، متقی، منافق اور کافر کے صفات اور کئی دعائیں غرض ہر چیز موجود ہے۔ قرآن حکیم میں مسلمانوں کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفتوں کی الگ الگ سورتوں میں تفصیل آئی ہے۔ جن میں صرف پندرہ صفات دینی ہیں اور ایک سو پانچ (۱۰۵) صفات دُنیاوی ہیں۔

اعدادی معلومات

جملہ سورتوں کی تعداد (۱۱۴)۔ جملہ رکوعات (۵۵۸)۔ جملہ آیات (۶۶۶۶) جملہ الفاظ (۷۷۴۳۹) ستتر ہزار چار سو انتالیس۔ جملہ حروف (۳۴۰۷۴۰) تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس۔ سجدے

۱۴ یا ۱۵ - پارے ۳۰ - منزلیں ۷ - پہلی سورت بلحاظ وحی سورہ علق پ ۳۰ -
پہلی سورت بلحاظ ترتیب سورۂ فاتحہ پ ۱ - آخری سورت بلحاظ وحی سورہ نصر پ ۳۰ -
آخری سورت بلحاظ ترتیب - سورۂ ناس پ ۳۰ ۔

آیات کی تقسیم قرآن عزیز میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ جملہ آیتوں کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہے مفسرین کرام نے ان آیات کی تقسیم دس عنوانات میں کی ہے - (۱) اوامر - ایسی آیتیں جن میں اللہ نے کسی کام کے کرنے کا حکم دیا ہو ایک ہزار ہیں - (۲) نواہی - ایسی آیات جن میں اللہ نے کسی کام سے منع فرمایا ہو - ایک ہزار ہیں - (۳) قصص - ایسی آیتیں جن میں انبیائے کرام اور اُن کی امتوں کے قصے بیان کئے گئے ہوں ایک ہزار ہیں (۴) وعظ - ایسی آیات جن میں وعظ و نصیحت کی باتیں بیان کی گئی ہوں ایک ہزار ہیں (۵) وعدہ - جن آیات میں اللہ نے ایمان والوں اور نیک عمل کرنیوالوں کو جنتیں دینے کا وعدہ فرمایا ایک ہزار ہیں - (۶) وعید - جن آیات میں اللہ نے کافروں اور مشرکوں کو دوزخ اور اس کے عذاب دینے کی وعید فرمائی ہے ایک ہزار ہیں -
(۷) حلال - وہ آیتیں جن میں حلال غذاؤں یا پرندوں یا جانوروں کا تذکرہ آیا ہے دو سو پچاس (۲۵۰) ہیں -
(۸) حرام - وہ آیات جن میں حرام غذاؤں یا حرام جانوروں اور پرندوں کا ذکر کیا گیا ہے دو سو پچاس ہیں -
(۹) مثال - ایسی آیتیں جن میں مطلب کو اچھی طرح سمجھانے کیلئے کوئی مثال دی گئی ہو ایک سو (۱۰۰) ہیں -
(۱۰) دُعا - ایسی آیات جن میں کوئی دعا موجود ہو چھیاسٹھ (۶۶) ہیں - اس طرح جملہ آیات (۶۶۶۶) ہیں

انسانی نام قرآن حکیم میں اللہ نے کئی ناموں کا تذکرہ کیا ہے ان میں انسانوں کے نام سب سے زیادہ ہیں اور انسانی ناموں میں سے ۲۶ پیغمبروں کے نام ہیں جن کی ترتیب اور کتنی مرتبہ نام آیا ہے تفصیل یہ ہے -

حضرت آدمؑ (۲۵ بار) - حضرت ادریسؑ (۲ بار) - حضرت نوحؑ (۴۳ بار) - حضرت ہودؑ (۷ بار) - حضرت صالحؑ (۱۱ بار) - حضرت لوطؑ (۲۷ بار) - حضرت ابراہیمؑ (۶۹ بار) - حضرت اسمٰعیلؑ (۱۲ بار) - حضرت اسحٰقؑ (۱۷ بار) - حضرت یعقوبؑ (۱۶ بار) - حضرت یوسفؑ (۲۷ بار) - حضرت موسیٰؑ (۱۳۶ بار) - حضرت ہارونؑ (۲۰ بار) - حضرت شعیبؑ (۱۱ بار) - حضرت یونسؑ (۴ بار) - حضرت ذالکفلؑ (ایک بار) - حضرت عزیرؑ (ایک بار) - حضرت الیاسؑ (۳ بار) - حضرت الیسعؑ (ایک بار) - حضرت داؤدؑ (۱۶ بار) - حضرت سلیمانؑ (۱۷ بار) - حضرت ایوبؑ (۴ بار) - حضرت زکریاؑ (۷ بار)

حضرت یحییٰؑ (۵ بار) حضرت عیسیٰؑ (۲۵ بار) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (۴ بار)۔ انبیاء کے علاوہ کچھ نام یہ ہیں۔ عمران (۳ بار)۔ ذوالقرنین (۳ بار) طالوت (۲ بار) لقمانؑ (۲ بار)۔ اصحابِ رسول میں صرف ایک صحابی حضرت زید بن ثابتؓ کا نام ہے۔ پورے قرآن میں صرف ایک عورت یعنی بی بی مریمؑ کا نام ۳۴ بار آیا ہے۔ دوسری عورتوں کا تذکرہ ہے مگر نام نہیں ہے۔ کفار و مشرکین کے ۹ نام ہیں۔ فرعون (۷۴ بار)۔ ہامان (۶ بار) قارون (۴ بار) جالوت (۳ بار) سامری (۳ بار) یاجوج (۲ بار) ماجوج (۲ بار) آزر ایک بار۔ ابولہب (ایک بار)

عملی کام :- قرآن کی حرفی تشریح اور اعدادی معلومات یاد کرلیں۔ (۲) قرآن مجید کی روزآنہ تلاوت کریں۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادریؒ بنڈی ماسٹری۔ حیدرآباد

بتاریخ:- ۱۷ رجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۴ فروری ۱۹۸۹ء

نشان سلسلہ	اسماء مع سکونت	نمازوں کی پابندی کا فیصد	درس یاد ہے یا نہیں
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت حسبِ جانب :- **داؤد خاں** موظف جمعدار پولیس (ملٹری کی ٹال والے)
یوسف نگر ٹپہ چبوترہ - حیدرآباد - (اے - پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درس ۸ مسلمان مرد کا لباس

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِیْشًا (سورہ اعراف ۲۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے آدم کی اولاد! ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے تاکہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لیئے حفاظت کا ذریعہ ہو"

لباس جسم کو ڈھانکنے کا اور حفاظت کا ذریعہ ہے

لباس کے استعمال کا سب سے بڑا مقصد جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکنا ہے اسکے علاوہ موسمی اثرات سے حفاظت کرنا اور زینت و آرائش بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں شرم و حیا رکھی ہے۔ جب آدمؑ اور حواؑ شیطان کے بہکانے میں آکر ممنوعہ پھل کھالیئے تو جنتی لباس اتر گیا اور شرم کے باعث جنت کے درختوں کے پتوں کو جسم پر ڈھانک لیئے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لباس کا اولین مقصد جسم کی ستر پوشی ہے دوسرا مقصد سردی اور گرمی سے جسم کی حفاظت ہے! اور تیسرا مقصد سلیقہ و تہذیب کا ذریعہ ہے۔ ایسا لباس نہ پہنیں جس سے آپ عجوبہ یا لوگوں میں ہنسی کا ذریعہ بن جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس

رسول اللہ صلعم کا لباس جسم کو مکمل چھپانے والا۔ آرام دہ زینت بخش اور تکبر یا ریاکاری سے دور تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ "اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ اَلْبِسُ كَمَا یَلْبِسُ الْعَبْدُ" یعنی بیشک میں ایک بندہ ہوں او بندوں کی طرح سے لباس پہنتا ہوں۔

حضور اکرمؐ کرتا یا قمیص پہنتے تھے۔ جسکی آستین نہ زیادہ چوڑی ہوتی تھی نہ تنگ بلکہ درمیانی ہوتی تھی۔ آستین کلائی تک لمبی رکھتے تھے۔ کرتے کا گریبان (گلا) سینہ پر ہوتا۔ موسم گرما میں کبھی گلا کھلا رکھتے! اور اسی حالت میں نماز ادا کرتے تھے۔ قمیص میں جیب سینے کی طرف ہوتی تھی۔ تہبند یا لنگی ہمیشہ استعمال فرماتے جسے ناف سے ذرا نیچے باندھتے اور ٹخنوں سے اونچی رکھتے تھے۔ پاجامہ اہل فارس کا لباس تھا جسے آپؐ نے

پسند فرمایا اور ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ کو ساتھ لیئے بازار گئے اور چار درہم میں پاجامہ خریدا۔ ابوہریرہؓ نے پوچھا "یا رسول اللہ کیا آپ اسے پہنیں گے؟" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "ہاں اسے پہنوں گا، سفر میں بھی، حضر میں بھی (اپنے وطن میں قیام کو حضر کہتے ہیں) دن کو بھی اور رات کو بھی، کیوں کہ مجھے جسم کے قابل شرم حصوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ اور پاجامہ سے زیادہ جسم کو ڈھانکنے والا کوئی لباس نہیں"۔ بعض صحابہ پاجامہ استعمال کرتے تھے۔

حضور اکرمؐ کا عمامہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سر پر عمامہ باندھنا پسند تھا۔ جو بلحاظ روایت سات گز لمبا ہوتا تھا۔ عمامے کا ایک حصہ بالشت بھر پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان چھوڑتے تھے۔ (جسے شملہ کہتے ہیں) اور دوسرا حصہ عمامے کے پیچ میں دبا لیتے تھے۔ موسم کے اعتبار سے کبھی دوسرا حصہ ٹھوڑی کے نیچے سے لیکر گردن کے اطراف لپیٹ لیتے تھے۔ عمامے کا رنگ سفید ہوتا تھا کبھی خاکی اور سیاہ رنگ کا عمامہ بھی باندھتے تھے۔ عمامے کے نیچے کپڑے کی ٹوپی استعمال فرماتے تھے اور آپ نے حکم دیا کہ مشرکین بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے ہیں مگر مسلمان ٹوپی پہن کر عمامہ باندھیں۔ گھر میں اکثر سفید ٹوپی پہنتے جس کا گھیر اکم ہوتا تھا اور سفر میں اونچے گھیرے کی ٹوپی پہنتے۔ سوزنی کے جیسے کپڑے کی دبیز ٹوپی بھی آپ نے استعمال فرمائی۔

کریمؐ کا دیگر لباس

آپ چادر کا استعمال کرتے تھے جو چار گز لمبی اور ڈھائی گز چوڑی ہوتی تھی۔ کبھی اس کو لپیٹ لیتے تھے۔ کبھی بیٹھے ہوئے ٹانگوں کے اطراف لپیٹتے۔ کبھی ایک کنارہ سیدھے بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیتے کبھی تہہ کر کے تکیہ بنا لیتے اور کبھی ملاقاتیوں کیلئے بچھا دیتے تھے۔ چادر میں سرخ یا سبز دھاریاں بھی ہوتی تھیں۔ اونی دھاری والی چادر بھی اوڑھتے تھے۔ سادہ اور معمولی لباس کے علاوہ کبھی آپ قیمتی لباس بھی زیب تن کئے۔ چنانچہ ایک بار ۲۷ اونٹنیوں کے بدلے میں ایک قیمتی جوڑا خرید کر پہنے اور نماز ادا فرمائی۔ کبھی تنگ آستین کا رومی جبہ

بھی پہنے۔ کبھی سادہ اور قیمتی موزے یعنی دبیز قسم کے پاتابے استعمال فرمائے تھے۔

حضور اقدسؐ کا پسندیدہ رنگ

بخاری شریف میں ہے کہ سفید رنگ حضور اقدسؐ کو بہت پسند تھا۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں کہ سفید کپڑے پہنا کرو۔ اور سفید کپڑے سے اپنے مُردوں کو کفن دو۔ کیوں کہ یہ زیادہ پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں۔ (ترمذی شریف) سفید کے بعد سبز رنگ پسند فرماتے تھے۔ سبز دھاری والے اور ہلکے سرخ یا ہلکے زرد رنگ یا مٹیالے رنگ کی چادر بھی آپؐ نے پہنی ہے۔

مَردوں کیلئے ممنوع کپڑا اور رنگ

بخاری و مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی عربی صلعم نے مَردوں کو فرمایا "ریشمی لباس نہ پہنو۔ جو اس کو دنیا میں پہنے گا۔ وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا۔" مردوں کو عورتوں جیسا لباس پہنے اور عورتوں جیسی شکل وصورت بنانے سے بھی حضورؐ نے سختی سے منع فرمایا۔ بخاری میں حضورؐ کا فرمان ہے "اللہ نے ان مَردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی وضع قطع اختیار کریں" مردوں کیلئے گہرا لال اور گہرا پیلا رنگ استعمال کرنا منع ہے۔ بچوں کو بھی ایسے رنگ کے کپڑے نہ پہنائیں۔

بش شرٹ، پتلون اور ٹائی کا حکم

بش شرٹ، پتلون، ٹائی یا اس قسم کے دوسرے کپڑے عیسائیوں یعنی انگریزوں کا لباس ہے عیسائی اہل کتاب ہیں ان کا لباس اگر جسم کو مکمل ڈھانکنے والا اور عبادت میں کاوٹ نہ بننے والا ہو تو استعمال کرنے میں قباحت نہیں۔ یعنی آستین کلائی تک ہو اور تنگ نہ ہو تو پہن سکتے ہیں۔ اور بش شرٹ کے آستین کہنی سے اوپر ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے اسی طرح پتلون تنگ ہو تو سجدے اور قعدے میں تکلیف ہوتی ہے اس کا خاص خیال رکھیں۔ ٹائی دراصل صلیب کی یادگار ہے۔ اور ایک زائد چیز ہے جسکا استعمال مناسب نہیں۔

دھوتی، چڈی اور جانگھیہ کا حکم

دھوتی کافروں کا لباس ہے جسکے استعمال سے بے ستری ہوتی ہے۔ جس کو پہننے سے گھٹنے کا پچھلا حصہ نصف ران تک نظر آتا ہے۔ جس کا چھپانا فرض ہے۔ دھوتی پہن کر نماز پڑھنے سے نماز فاسد ہوتی ہے۔ نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی دھوتی ہرگز نہ پہنیں۔ دیہات میں بعض مسلمان دھوتی پہنتے ہیں۔ اس سے بچنا چاہیئے اسی طرح چڈی یا جانگھیہ پہن کر بعض لوگ کھلے مقامات پر نلوں کے قریب یا باؤلی کے پاس نہاتے ہیں۔ ان دونوں کے استعمال سے جسم بہت زیادہ عریاں ہوتا ہے جس کا دکھانا سخت منع ہے۔ اور گناہ ہے۔ غسل کے وقت ایسا کپڑا یا ایسا لباس پہنیں جو ناف سے گھٹنوں تک ہو۔ ناف سے نیچے یا گھٹنوں سے اوپر کا حصہ کھلا رکھنا جائز نہیں ہے۔ لوگ اس بات کی اہمیت نہیں دیتے۔ ہر مسلمان کو خاص طور پر یہ خیال رکھنا چاہیئے۔

شیروانی کا حکم

شیروانی اسلامی لباس تو نہیں ہے۔ مگر ستر پوشی اور مہذب لباس ہے اس لئے اس کے پہننے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

عملی کام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ لباس اختیار کریں۔ پسندیدہ رنگ پہنیں اور جو رنگ یا لباس منع ہے نہ پہنیں۔ مشرکین یا عیسائیوں کے لباس کو حتی الامکان کم کریں۔

تیار کردہ:۔ سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادری سبزی منڈی حیدرآباد (اے پی)
تاریخ ۷ صفر ۱۴۱۰ھ م ۹ ستمبر ۱۹۸۹ء بروز شنبہ

نشان سلسلہ	اسمائے معہ سکونت	درس یاد ہے یا نہیں
۱		
۲		
۳		

طباعت من جانب:۔ محمد مخدوم رزاقی۔ جامع مسجد وقار آباد ضلع رنگا ریڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درس ۹ مسلمان عورت کا لباس

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا...... الخ (سورہ اعراف ۲۶)

اللہ کا ارشاد ہے "اے بنی آدم! بے شک ہم نے تم پر لباس (پوشاک) اتاری تاکہ تمہارے ستر (جسم کے قابلِ شرم حصوں) کو ڈھانکے اور تمہارے بدن کو زینت دے"۔

لباس کے مقاصد قرآن مجید میں اللہ نے لباس کے استعمال کے تین مقاصد بتائے ہیں کہ "یہ جسم کو ڈھانکنے اور جسم کی حفاظت کرنے کے علاوہ زینت بھی ہو"۔ سب سے اہم مقصد جسم کے قابلِ شرم حصوں کو چھپانا ہے اور دوسرا مقصد اپنے جسم کی حفاظت' ستر پوشی اور سرما و گرما کے موسم میں استعمال کے قابل ہو اور تیسرا مقصد لباس کے ذریعے اپنے زینت و جمال اور تہذیب و سلیقے کا اظہار ہو۔

باریک لباس کے متعلق حضورؐ کا فرمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مکمل ستر پوشی کا لباس پہننے کا اور سر سے پیر تک تمام جسم کو ڈھانکنے کا حکم دیا اور ایسا باریک لباس پہننے سے منع فرمایا جس سے جسم نظر آتا ہو۔ ایک مرتبہ حضرت بی بی اسماءؓ (حضرت بی بی عائشہؓ کی بہن) باریک کپڑے پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضورؐ نے اُن کو دیکھ کر فوراً منہ پھیر لیا اور فرمایا "اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو اُس کے لیے جائز نہیں ہے کہ منہ، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ اُس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے"۔

باریک اور چست لباس استعمال کرنا منع ہے عورتیں ایسے باریک کپڑے نہ پہنیں جس میں سے بدن نظر آئے اور نہ ایسا چست لباس پہنیں جس میں سے بدن کی ساخت اور وضع قطع

نمایاں ہو۔ اور کپڑے پہننے کے باوجود عریاں نظر آئیں۔ ریاض الصالحین میں ایسی بے حیا عورتوں کے متعلق رسولِ عربی صلعم نے فرمایا۔ "وہ عورتیں دوزخی ہیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی نظر آتی ہیں اور دوسروں کو رِجھاتی ہیں۔ ایسی عورتیں نہ جنّت میں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنّت کی خوشبو بہت دور سے آتی ہے"

دوپٹے (اوڑھنی) کا حکم قرآن میں سورۂ نور میں اللہ کا فرمان ہے "ولیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن" یعنی عورتیں اپنے سینوں پر دوپٹوں کے آنچل ڈالے رہیں — دوپٹے کے استعمال کا مقصد یہی ہے کہ سینے کو چھپائیں اس لئے دوپٹہ بھی اتنا باریک نہ پہنیں کہ سینے دکھائی دیں یا سر کے بال نظر آئیں۔ بلکہ سر اور سینہ چھپائے رکھیں۔

دوپٹے کا حکم حدیث میں حضور اقدس صلعم کے پاس مصر کی بنی ہوئی باریک ململ تحفتہً آئی تو آپ نے اُس میں سے کچھ حصّہ پھاڑ کر دحیہ کلبیؓ کو دیا اور فرمایا "اس میں سے ایک حصّے کا تم اپنا کرتہ بنالو اور ایک حصّہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لئے دے دو۔ اور یہ کہنا کہ اس کے نیچے اور ایک کپڑا لگالیں تاکہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے"۔ ابوداؤد میں یہ حدیث موجود ہے — اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضورؐ نے باریک دوپٹے کا استعمال مزید ایک کپڑے کے ساتھ جائز قرار دیا — عورتیں اس حدیث پر غور کریں کہ دوپٹہ جو الگ کپڑا ہے سکو بھی اگر باریک ہو تو دوسرا کپڑا لگا کر پہننے کا حضورؐ نے حکم دیا۔ تو جو کپڑا جسم سے لگا ہوا ہوتا ہے اُس کے باریک پن سے کتنا بچنا چاہیئے۔ جالی کا کپڑا بھی اسی حکم میں آتا ہے جس کے پہننے سے جسم نمایاں نظر آتا ہے — بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد صحابیات نے باریک کپڑے پہننے چھوڑ دیئے اور موٹے کپڑوں کے دوپٹے بنائے۔ (ابوداؤد)

کرتا پاجامہ اور شرٹ شلوار حضور اکرمؐ کی ازواج مطہرات جنھیں اُمہات المومنین (اُمت کی مائیں) کہا جاتا ہے اور بنات طیبات

یعنی آپ کی صاحبزادیاں اور دیگر صحابیات کرتا پاجامہ اور دوپٹے کا استعمال کرتی تھیں۔ اور پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے چہروں پر چادر ڈال لیتی تھیں ــــ رسول ﷺ کی اُمتی عورتوں کیلئے ضروری ہیکہ وہ اِن ہی مقدس عورتوں کی پیروی کرتے ہوئے کرتا پاجامہ پہنیں جو جسم کو مکمل چھپانے والا لباس ہے اور اس کے لئے عُمر کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ دورِ حاضر میں شرٹ اور شلوار بھی مناسب اور موزوں لباس ہے۔ اِس کے علاوہ میکسی بھی جسم کو مکمل چھپاتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ پاجامہ یا شلوار استعمال کریں۔ چوڑی دار پاجامہ سے جسم کی ساخت نمایاں ہوتی ہے۔ اِس لئے اسکے استعمال سے بچتے رہیں۔

ساڑی اور بلاؤز کافروں کا لباس ہے

ساڑی، لہنگا اور بلاؤز زمانۂ قدیم سے کافروں کا لباس ہے۔ ہندو عورتوں سے میل جول رکھنے کے باعث اور ماحول کی وجہہ سے مسلمان عورتیں یہی لباس پہنتی ہیں جس سے بے ستری ہوتی ہے۔ ساڑی پہننے پر بعض وقت جسم کا حصّہ عُریاں ہوتا ہے خصوصاً سواریوں میں چڑھتے اور اترتے وقت اور سونے کی حالت میں پنڈلی اور گھٹنے کا پچھلا حصّہ نظر آتا ہے جس کی عورتیں پرواہ نہیں کرتیں حالانکہ ٹخنے سے اوپر کا حصّہ دکھانا حرام اور سخت گناہ ہے۔ اِسی طرح بلاؤز پہننے سے پیٹ اور پیٹھ کا تقریباً ایک بالشت حِصّہ کھلا رہتا ہے جبکہ چھپانا لازمی اور بتانا حرام ہے۔ اپنے جسم کو عُریاں دِکھانے والی کو اور دیکھنے والے کو سخت گناہ ہوگا۔ بلاؤز میں آستین کہنی سے اوپر ہوتی ہیں جبکہ دونوں ہاتھ کلائی یعنی پہنچوں سے اوپر چھپانے کا حُکم ہے۔ ایسے لباس میں نماز قطعی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی نماز کے وقت زائد کپڑا اوڑھے اور نماز کے دوران وہ کپڑا ہٹ جائے جس سے ہاتھ یا پیٹ یا پیٹھ کا تھوڑا سا حصّہ بھی نظر آئے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ نماز کو دوبارہ پڑھنا لازمی ہوتا ہے ــــ اِس لئے عورتیں ایسے ننگے لباس کا استعمال چھوڑ دیں اور حضور ﷺ کی بیویوں، بیٹیوں اور صحابی عورتوں کا لباس استعمال کریں نہ کہ دروپدی یا سیتا جیسی کافر عورتوں کا۔ جس سے سوائے گناہ کے کچھ حاصل نہیں۔

مردانی لباس پہننا منع ہے حضرت بی بی عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خدا نے اُن عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا لباس یا مردانی جوتے پہنتی ہیں (ابوداؤد) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردانی لباس عورتیں ہرگز نہ پہنیں اور نہ چھوٹی عمر کی بچیوں کو پہنائیں - اس کے علاوہ تہبند یعنی لنگی، دھوتی، جانگھیہ اور منی اسکرٹ وغیرہ بے حیائی اور بے ستری کے لباس ہیں - ان کا استعمال ہرگز نہ کریں -

عورتوں کیلئے جائز رنگ عورتوں کے لئے ہر رنگ جائز ہے - ہلکا اور گہرا، لال ہو یا پیلا - تمام رنگ استعمال کر سکتی ہیں - البتہ مخصوص رنگ کا لباس مخصوص مہینوں میں پہننا منع ہے جیسے محرم میں کالے رنگ کے کپڑے پہننا. اسی طرح ہر لباس بشمول ریشم عورت کے لئے جائز ہے بشرطیکہ وہ جسم کو مکمل چھپانے والا ہو.

عملی کام

عورتیں اسلامی لباس پہننے کی عادت ڈالیں اور ساڑی بلاؤز کا استعمال آہستہ آہستہ چھوڑ دیں

تیار کردہ :- سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادری سبزی منڈی حیدرآباد (اے-پی) بتاریخ ۲۲ رمضان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۹۰ء بروز پنجشنبہ -

نشان سلسلہ	اسماء معہ سکونت	درس یاد ہے یا نہیں
۱		
۲		
۳		
۴		

طباعت من جانب :- اختر النساء بیگم - بی اے بی ایڈ - سعید پورہ - حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۱۰ - کھانے پینے کے اسلامی آداب (حصہ اول)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ (البقرۃ ۱۷۲) اللہ نے فرمایا " اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں عطا کی ہیں انھیں کھاؤ۔ اور اگر خدا ہی کے بندے ہو تو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

کھانے پینے کا مقصد اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کیلئے کھانے اور پینے کی حاجت لگائی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہیکہ آدمی اپنی جسمانی قوت کو قائم رکھے اور اللہ کی عبادت (نماز اور روزہ) کو پابندی سے ادا کرتے رہے۔ اگر کوئی کھانا پینا چھوڑ دے گا تو ناطاقتی کی وجہہ سے نہ نماز پڑھ سکے گا اور نہ روزہ رکھ سکے گا اور نہ اللہ کا ذکر یا شکر کر سکے گا۔ کھانے پینے کی اشیاء اللہ کی نعمتوں میں ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ کھا پی کر اللہ کا شکر ادا کرے اور اپنے بندے پن کا ثبوت دے۔

کھانے سے قبل کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیں مگر کپڑے سے نہ پونچھیں۔ اکثر لوگ صرف سیدھا ہاتھ دھوتے ہیں اور اسکو دستی یا آنچل سے پونچھ لیتے ہیں۔ ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہاتھ پونچھنے سے ہاتھ دھونے کا مقصد بیکار ہو جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ " یعنی اللہ کا نام لو اور اپنے سیدھے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس لئے کھانا شروع کرنے سے قبل یہ دعا پڑھ لیں " بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ " یعنی اللہ کا نام لے کر شروع کرتا (کرتی) ہوں کہ جس کا نام لینے سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اگر کسی کو یہ دعا یاد نہ ہو تو کم از کم بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی پڑھ لیا کریں۔ یہ اس لئے ضروری ہیکہ جس کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا اس میں شیطان شریک ہوتا

ہے اور اپنے لئے جائز کر لیتا ہے۔

کھانے کیلئے بیٹھنے کے طریقے

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کیلئے تین طریقے سے بیٹھتے تھے۔ دو زانو یعنی نماز میں قعدے کی بیٹھک کی طرح بیٹھیں یا ایک گھٹنا کھڑا کرکے اور دوسرا گھٹنا بچھا کر بیٹھیں یا اُکڑوں یعنی دونوں گھٹنے کھڑا کرکے بیٹھیں مگر اس حالت میں دونوں پیروں کے انگوٹھے ملالیں۔ اِن تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے بیٹھنا سنت ہے۔ اس طرح سے بیٹھنے میں یہ حکمت ہیکہ پیٹ پر دباؤ پڑتا ہے جس سے کھانے والے کو خود اس بات کا اندازہ ہوتا ہیکہ اس کا پیٹ کس قدر بھر گیا ہے اور سنت بیٹھک سے ثواب بھی ملے گا۔ اس کے برخلاف پالتی مار کر بیٹھنا یا ٹیک لگا کر بیٹھنا یا لیٹے لیٹے کھانا منع ہے۔

کھانے کے دوران

کھانے کی ہر چیز سیدھے ہاتھ سے ہی کھائیں۔ بعض لوگ روٹی اور کھانا سیدھے ہاتھ سے کھاتے ہوئے پاپڑ، مرچ، ککڑی کھاری مچھلی یا ایسی ہی دوسری چیزیں بائیں ہاتھ سے منہ میں ڈالتے ہیں۔ ایسا کرنا منع ہے۔ ہر کھانے کی چیز سیدھے ہاتھ سے کھائیں اور ضرورت پڑنے پر جیسے ہڈی سے گوشت چھڑانا ہو تو بائیں ہاتھ سے ہڈی پکڑ سکتے ہیں۔ نوالہ اوسط رکھیں نہ بڑا نہ چھوٹا۔ نوالہ بنانے کیلئے چھوٹی کلمے کی انگلی، درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے کام لیں اور ضرورت ہو تو چھوٹی انگلی چھوڑ کر چار انگلیوں سے نوالہ بنائیں جو اوسط نوالہ کہلاتا ہے۔ نوالہ بنانے میں انگلیوں کی جڑوں اور ہتھیلی کو گیلا نہ کریں۔ بعض اشخاص پوری مٹھی بھر کا نوالہ بناتے ہیں۔ ایسا کرنا منع ہے۔ ہر نوالے کو اچھی طرح چبائیں کیونکہ غذا کے ہاضمے کا عمل منہ سے ہی شروع ہوتا ہے۔ نوالے جلد جلد نہ کھائیں۔ ایک نوالہ چبا کر نگلنے کے بعد دوسرا نوالہ کھائیں۔ نوالہ چباتے وقت منہ بند رکھیں منہ کھول کر اسطرح نہ کھائیں کہ چپڑ چپڑ کی آواز پیدا ہو۔ اگر کوئی کھانے سے پہلے قبل دُعا پڑھنا بھول جائے اور اس کو کھانے کے دوران یاد آئے تو یہ دعا پڑھ لیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ ۔ روٹی کو ٹھکنا یا خشکی جھاڑنے کیلئے زور زور سے دسترخوان پر مارنا یا روٹی سے انگلیاں صاف کرنا منع ہے

روٹی اگر زمین پر گر جائے تو اٹھا کر صاف کریں اور کھالیں۔ اس کو پھینکنا نہیں چاہیئے۔ اور روٹی یا نوالے میں کنکر یا بال آجاتے تو بائیں ہاتھ میں نکال کر کابی کے نیچے رکھ دیں۔ نیچ دسترخوان پر نہ ڈالیں ——— کھانا اگر گرم ہو تو اس پر پھونکنا منع ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا گرم کھانے میں برکت بھی نہیں ہوتی۔ اس کو ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔ اس میں طبی حکمت یہ ہے کہ گرم کھانے زبان کے وہ ریشے جو مزہ محسوس کرتے ہیں متاثر ہوتے ہیں اور ان کا فعل باطل ہوتا ہے علاوہ ازیں گرم کھانے کے بعد ٹھنڈا پانی پینے سے معدے کا ہضمی نظام بگڑ جاتا ہے ——— ہلکا گرم کھانا یا روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ——— کھانے کے دوران نہ کھل کھلا کر ہنسیں نہ لایعنی اور بیکار گفتگو کریں کہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے اور نہ گونگوں کی طرح بالکل خاموش کھائیں کہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔ بلکہ دینی گفتگو موزوں و مناسب انداز میں کرتے رہیں ——— کھانا شروع کرنے سے قبل تھوڑا سا نمک چکھ لیں یہ بزرگانِ سلف کا طریقہ رہا ہے۔ نمک زود ہضم اور غذا کو جزو بدن بنانے کے علاوہ بلڈ پریشر کو نارمل رکھتا ہے۔ کھاتے وقت اخبار یا کسی کتاب کا مطالعہ نہ کریں اس سے ہاضمہ خراب ہوتا ہے ———

دوسروں کے ساتھ کھانے کے آداب

دعوت میں مختلف لوگوں کے ساتھ کھاتے وقت درج ذیل باتوں کا خاص خیال رکھیں

۱۔ دسترخوان پر لائی ہوئی چیز اپنی رکابی میں زیادہ نہ ڈال لیں۔ سب کا خیال رکھتے ہوئے لیں ۲۔ کھانے میں کوئی عیب نہ نکالیں۔ ۳۔ بلا ضرورت کھانے کو نہ سونگھیں۔ ۴۔ بار بار منہ میں انگلی ڈال کر دانتوں میں پھنسے ہوئے گوشت کے ریشے نہ نکالیں کہ دیکھنے والوں کو گھن آئے۔ ۵۔ کچھ لوگ دیر تک کھاتے ہیں اور کچھ جلدی جلدی کھا لیتے ہیں۔ ایسے وقت آہستہ کھانے والوں کی رعایت کریں اور سب کے ساتھ اٹھیں۔ ۶۔ رکابی میں اپنی طرف کے کنارے سے کھائیں نہ کہ بیچوں بیچ ہاتھ ڈال کر کھائیں نہ دوسروں کی رکابی میں ہاتھ ڈالیں۔ ۷۔ لوگوں کی ضرورت سے زیادہ خاطر تواضع نہ کریں کہ اس سے دو خرابیاں ہیں۔ پہلی یہ کہ بعض لوگ مروت میں کھا لیتے ہیں اور بدہضمی کا شکار ہو کر پریشان ہوتے ہیں اور بعض لوگ چھوڑ دیتے ہیں جو منع اور اسراف ہونے کے باعث گناہ ہے۔ کیونکہ اللہ نے ارشاد فرمایا

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (الاعراف ۳۱)

یعنی اور کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو۔ بے شک وہ (اللہ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور دوسری یہ کہ جن کی خاطر تواضع نہیں کی جاتی وہ برا مانتے ہیں۔ اس لئے سب کے ساتھ یکساں سلوک کریں۔

عملی کام

۱۔ کھانے سے پہلے اور دوران کی دعاؤں کو یاد کرلیں اور ہر کھانے کے وقت پڑھتے رہیں۔

۲۔ کھانے کیلئے ہمیشہ سنت طریقے سے بیٹھیں۔

تیار کردہ:- سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادریؒ
سبزی منڈی۔ حیدرآباد۔ اے پی

بتاریخ:- ۲۳ جمادی الاوّل ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۲ ڈسمبر ۱۹۹۰ء۔

نشانِ سلسلہ	اسماء مع سکونت	نمازوں کی پابندی کا فیصد	درس ۹ یاد ہے یا نہیں
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت منجانب:- رشیدہ بانو زوجہ حسین شریف صاحب۔ اسسٹنٹ انجنیئر
باؤلی گلاب سنگھ حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۱۱۔ کھانے پینے کے اسلامی آداب (حصہ دوم)

كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ (الانعام۔ ۱۴۲) ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا "تمہیں اللہ نے جو رزق دیا ہے وہ کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔

بھوک کے احکام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب تک خوب بھوک نہ لگے نہ کھاؤ۔ جب تھوڑی بھوک باقی رہے کھانے سے ہاتھ کھینچ لو"۔۔۔ اور اسی طرح حضورؐ کا فرمان ہے کہ " معدے کو تین حصوں میں تقسیم کرو ایک حصہ غذا کیلئے، ایک حصہ پانی کیلئے اور ایک حصہ خالی رکھو،،۔۔۔ اس کے برعکس پیٹ بھر کھانے سے انسان کئی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ خیالات منتشر ہوتے ہیں اور دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔

حضورؐ کی پسندیدہ غذائیں

جو کی روٹی آٹے کو چھانے بغیر اور چھوٹے گھیرے کی حضورؐ کو پسند تھی۔۔۔ ثرید یعنی گیہوں، گوشت اور گھی کا مرکب حلیم کے جیسی (غذا) مرغوب تھی۔ اور روغن زیتون اور شہد کے علاوہ کدو اور ککڑی بے حد پسند تھے۔ مچھلی، مرغ، بٹیر، خرگوش، بھیڑ، بکری اور دنبے کا گوشت تناول فرماتے تھے۔ بکرے کے دست کا گوشت بہت مرغوب تھا۔ میووں میں کھجور، انگور، خربوزہ، تربوز اور انار کو بہت پسند کرتے تھے۔

حضورؐ کی ناپسندیدہ غذائیں

کچی پیاز اور کچا لہسن اور اسی قسم کی بدبودار اشیاء حضورؐ کو ناپسند تھیں جن کے کھانے سے منہ سے بدبو آتی ہو (پیاز اور لہسن اگر سالن میں پکائے گئے ہوں تو کھانے میں حرج نہیں)۔ عام طور پر لوگ کچی پیاز زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اس سے بچنا چاہیئے۔۔۔ مشکوٰۃ شریف کی

حدیث ہے حضورؐ نے فرمایا "جو کوئی بدبو پھیلانے والی چیز (لہسن، پیاز یا تمباکو کا پتہ وغیرہ) کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کیونکہ جن چیزوں سے انسان بیزار ہوتے ہیں فرشتے بھی بیزار ہوتے ہیں" ــــ نوٹ:۔ سگریٹ یا بیڑی پینے والے اس حدیث پر غور کریں اور [illegible]

کھانے کے بعد

اپنی انگلیوں کو صاف کریں اور رکابی میں سالن وغیرہ بچ جائے تو انگلی سے چاٹ کر صاف کریں۔ اکثر افراد رکابی میں سالن بچا ہوا رکھ دیتے ہیں۔ اپنی ضرورت کے مطابق لے کر کھانے میں رکابی میں کچھ نہیں بچے گا ــــ کھانے کے بعد تھوڑا سا نمک چکھ لیں اور دونوں ہاتھوں کو کلائی (پہنچوں) تک اچھی طرح دھو کر پونچھ لیں۔ ہاتھوں سے بو آتی ہو یا چکنائی ہو تو صابن کا استعمال مناسب ہے۔ رسول اکرم صلعم کھانے کے بعد خلال فرماتے تھے۔ آپ کا فرمان ہے۔ "میری اُمت میں جو لوگ وضو میں مسواک اور کھانے کے بعد خلال کرتے ہیں وہ خوب ہیں" (طبرانی) ــــ کھانے کے بعد حضورؐ یہ دُعا پڑھتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی تعریف اس خدا کیلئے جس نے ہمیں کھلایا اور ہمیں پلایا اور ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا ــــ کسی دعوت میں کھائیں تو اس دُعا کے علاوہ یہ دُعا بھی پڑھیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ یعنی اللہ کیلئے تعریف ہے۔ اے اللہ! اُسے کھلا جس نے مجھے کھلایا اور اُسے پلا جس نے مجھے پلایا۔ رسول عربیؐ نے دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کرنے یعنی تھوڑی دیر لیٹ جانے کا حکم دیا اور رات کے کھانے کے فوری بعد سونے کی ممانعت فرمائی۔

پانی پینے کے مسائل

۱۔ پانی پینے سے قبل بسم اللہ کہیں۔ ۲۔ کٹورا یا گلاس سیدھے ہاتھ میں لیں۔ ۳۔ اگر سیدھا ہاتھ جھوٹا ہو تو بائیں ہاتھ سے گلاس پکڑ کر سیدھے ہاتھ کی پُشت نیچے رکھیں۔ ۴۔ پانی کو دیکھ لیں کہ کوئی کچرا یا چھوٹا کیڑا تو نہیں ہے۔ ۵۔ پہلا گھونٹ لیں اور گلاس ہٹا کر سانس لیں پھر دوسرا گھونٹ لے کر گلاس ہٹا کر سانس لیں پھر تیسری بار باقی پانی پی لیں۔ ۶۔ ایک ہی سانس میں پورا پانی پینا اور برتن میں سانس لینا منع ہے۔ اس سے معدے میں تکلیف بھی ہو سکتی ہے۔ ۷۔ پانی ضرورت کے مطابق لیں بچا کر نہ پھینکیں۔ ۸۔ کنارے ٹوٹے ہوئے پیالے یا گلاس سے پانی

پینا منع ہے۔ ۹۔ پانی ہمیشہ بیٹھ کر پئیں البتہ ضرورتاً کبھی کھڑے ہو کر بھی پی سکتے ہیں۔ ۱۰۔ گرم
پانی یا دودھ یا بہت گرم چاء یا کافی یا بہت ٹھنڈا پانی نہ پیئیں۔ ۱۱۔ کسی گرم مشروب
کو ٹھنڈا کرنے پھونک نہ ماریں۔ ۱۲۔ گرم غذا یا سرد پھل کھا کر فوراً پانی نہ پیئیں۔ ۱۳۔ صراحی
یا لوٹے وغیرہ کو منہ لگا کر پانی پینا منع ہے کیونکہ اگر اس میں کوئی چیز گری ہو تو دکھائی نہیں
دیتی۔ ۱۴۔ پانی کے برتن یعنی صراحی یا گھڑا ہمیشہ ڈھانک کر رکھیں۔ ۱۵۔ پانی پینے
کے بعد الحمد للہ کہیں۔ ۱۶۔ رسول اکرم صلعم مشروبات (پینے کی چیزوں) میں دودھ
کو پسند فرماتے تھے۔ دودھ پی کر کُلّی کرتے اور یہ دُعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ
لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ ۔ ۱۷۔ وضو کا بچا ہوا پانی اور آبِ زمزم کو کھڑے
ہو کر پینا چاہیئے۔

دیگر ضروری مسائل

۱۔ آنحضرت صلعم نے چاندی کے برتن میں کھانے اور
پینے سے منع فرمایا۔ آپ مٹی کے برتن اور پیالے استعمال
فرماتے تھے (ابن ماجہ) ۲۔ گھر کے تمام افراد ایک جگہ بیٹھ کر کھائیں اس میں برکت
ہے۔ الگ الگ کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ ۳۔ رات کے کھانے کو نمازِ عشاء
پر مقدم کریں یعنی پہلے کھالیں پھر نماز پڑھیں۔ ۴۔ رات کا کھانا ضرور کھائیں
چاہیے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ حضور نے رات کو بھوکے سونے
سے منع فرمایا۔ ۵۔ کھجور، انگور یا کوئی دوسرا میوہ
یا مٹھائی سے کوئی تواضع کرے تو ایک ایک لے کر کھائے
بیک وقت دو یا تین اٹھانا منع ہے۔ ۶۔ کھڑے
کھڑے کھانا (بفے سسٹم) منع ہے۔ بعض دعوتوں
میں بفے سسٹم ہوتا ہے ایسے وقت کہیں بیٹھ
کر اطمینان سے کھائیں۔ ۷۔ میز کرسی پر
کھانا عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ آج کل اکثر
دعوتوں میں یہی طریقہ رائج ہے۔ بحالتِ مجبوری

شرکت کر کے کھالیں مگر گھر میں دستر خوان بچھا کر کھانا چاہیئے۔
۹۔ بعض جاہل لوگ کھانے کے بعد دستر خوان کے پیر پڑھتے ہیں۔ ایسا کرنا جائز نہیں۔

عملی کام

۱۔ کھانے کے بعد کی دُعا یاد کرلیں اور ہمیشہ پڑھتے رہیں۔
۲۔ پانی کے مسائل یاد کر کے ہمیشہ عمل کریں۔

تیار کردہ :۔ سید محی الدین قادری بادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادری
سبزی منڈی۔ حیدرآباد۔ اے۔ پی
بتاریخ :۔ ۱۳ رمضان ۱۴۱۱ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۹۱ء

نشان سلسلہ	اسماء مع سکونت	نمازوں کی پابندی کا فیصد	درس یاد ہے یا نہیں
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت منجانب :۔ خلیل النساء بیگم۔ بلے پلی قدیم۔ حیدرآباد آندھراپردیش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۱ - حدیث شریف کے متعلق ضروری معلومات

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ - بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ٥ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ٥ (النجم - آیت ۳ و ۴) - اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور نہ وہ (حضور) اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں - اُن کی بات وحی ہے جو اُن پر بھیجی جاتی ہے" — مطلب یہ کہ آنحضرت کوئی قول، کوئی فرمان اور کوئی فعل اپنے نفس کی خواہش اور ذاتی غرض سے نہیں ہوتا بلکہ جس بات کا آپ کو خدا کی طرف سے حکم ہوتا ہے وہی اپنی زبان سے نکالتے ہیں ؞

حدیث کیا ہے؟ "حدیث" عربی لفظ ہے جس کے معنی بات چیت یا گفتگو کے ہیں — لیکن بطورِ خاص شرعی اِصطلاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کو حدیث کہتے ہیں - علاوہ ازیں صحابہ کرام کے بعض باتوں اور کاموں کو حضور نے دیکھا، سُنا اور کوئی اعتراض نہیں فرمایا وہ بھی حدیث میں شامل ہیں — دینی اور دُنیاوی تمام کاموں میں قرآن مجید کے بعد احادیث شریفہ کا ہی درجہ ہے ؞

حدیث کن باتوں کا نام ہے؟ (۱) **قول**:- حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اپنی زبان مبارک سے فرمایا (اس کو حدیث قولی کہتے ہیں) - (۲) **فعل**:- حضورِ اکرم نے جو کچھ عمل کرکے بتلایا (اس کو حدیثِ فعلی کہا جاتا ہے) - (۳) رسول اللہ کے سامنے کسی صحابی نے کچھ کہا یا کوئی عمل کیا جسے حضور نے سن کر یا دیکھ کر منع نہیں کیا بلکہ پسند فرمایا (اسکو حدیثِ تقریری کہتے ہیں) - اِس تیسری حدیث کی مثال یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ

نے فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے کلمات کا اضافہ کیا جسے سن کر سرورِ عالم نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور کوئی اعتراض نہیں کیا۔ چنانچہ یہ کلمات فجر کی اذان میں شامل کرلئے گئے ــــ ان تین باتوں کے علاوہ حضور اقدس کی سیرتِ مبارکہ، صورتِ مقدسہ اور حیاتِ طیبہ کے واقعات کے بیان کو بھی حدیث کہا جاتا ہے ::

حدیث کی ضرورت کیوں ہے؟ حدیث کا علم جاننے کی ہر مسلمان کو ایسی ہی ضرورت ہے جیسے قرآن کا علم سیکھنے کی۔ کیونکہ قرآنِ حکیم کو سمجھنے کیلئے احادیث ہی مددگار ہوتی ہیں۔ قرآن کے قوانین اور احکام کی تفصیل احادیث میں ہی ملتی ہے۔ اس کے علاوہ آیتوں کی تشریح اور بعض مسائل کی وضاحت اور بعض باتوں کے تعین کیلئے احادیث کو پڑھنا بے حد ضروری ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالٰے نے بیاسیوں (۹۵) آیتوں میں یہ حکم دیا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ یعنی اور نماز کو قائم رکھو۔ لیکن پانچ وقت کی نمازوں کے نام، رکعتوں کی تعداد، فرض، سُنت، وتر اور نفل کی تقسیم، نماز پڑھنے کا طریقہ، رکعت باندھنے سے سلام پھیرنے تک کے افعال اور نمازوں کے اوقات کی ابتداء وانتہاء وغیرہ کا بیان قرآن میں نہیں ہے ــــ رسول اللہ نے پنجوقتہ نمازوں اور رکعتوں کا تعین فرمایا، اُن کے اوقات مقرر کئے، شروع سے آخر تک نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ عملاً سکھایا اور ضرورت کے لحاظ سے نماز میں بعض باتوں میں تبدیلی فرمائی جیسے پہلے نماز کے دوران سلام کا جواب دینے اور چھینک آنے پر الحمد للہ کہنے کی اجازت تھی بعد میں حضور نے منع فرمادیا اور تکبیر تحریمہ سے سلام پھیرنے تک ہر قسم کی بات چیت کرنے سے روک دیا گیا اور اتفاقاً کوئی کچھ کہہ دے تو اس کو مفسداتِ نماز میں شمار کیا گیا ::

حدیث اور صحابۂ کرام آج حدیث کا جو علم ہمارے سامنے ہے اور جتنی احادیث موجود ہیں وہ تقریباً دس ہزار صحابۂ کرام

اور صحابیات سے حاصل کی گئی ہیں۔ صحابہ نے اپنے حافظے اور یادداشت کے سہارے احادیث کو اپنے دماغوں اور سینوں میں محفوظ کیا اور تابعین کو سُنایا۔ تابعین نے مختلف صحابہ سے حدیث کا درس لینے کے علاوہ اُن صحابہ کے حالات بھی بیان کئے اور یہ بتلایا کہ کس صحابی کو حضور اقدسؐ کی کتنی صحبت حاصل ہوئی؟ —— صحابہ رسول اللہؐ کی گفتگو اور حرکات کو اچھی طرح یاد کر لیتے اور صحیح صحیح بیان کر دیتے تھے۔ اس کی وجہہ یہ تھی کہ صحابۂ کرام حضور اکرمؐ کو صدقِ دل سے اللہ کے آخری نبی اور بلند و بالا ہستی سمجھتے تھے۔ اُن کے نزدیک آنحضرتؐ کی شخصیت عام انسانوں جیسی نہیں تھی کیونکہ عام انسانوں کی گفتگو اور عمل کی کوئی اہمیت نہیں رہتی مگر حضورؐ کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ، آپؐ کی گفتگو اور آپؐ کا وعظ یاد رکھنے کے قابل تھا اور آپؐ کی ہر حرکت صحابہ کیلئے عمل کے لائق تھی۔ اور اس کی وجہہ یہ تھی کہ صحابہ خود یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ حضورؐ کی نبوت سے پہلے وہ جاہل اور گمراہ تھے۔ حضورؐ کی آمد سے ان کی زندگیوں میں ایک عظیم انقلاب آیا جس سے اُن کی دُنیاوی زندگی کے علاوہ دینی زندگی بھی بہتر سے بہتر ہو گئی۔

حدیث بیان کرنے میں صحابہ کی احتیاط

صحابۂ کرام احادیث بیان کرنے میں ہمیشہ احتیاط سے کام لیتے تھے کیونکہ انہیں خود حضورِ اقدسؐ نے بار بار یہ سمجھایا تھا کہ اُنکی یا کسی اور کی باتوں کو خدا کے نبی کی باتیں کہنا گویا نبی پر بہتان باندھنے کے برابر ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے اور ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اسی لئے صحابۂ کرام میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ کسی نے اپنی طرف سے اپنی غرض کیلئے یا اپنے نام کیلئے کوئی غلط بات رسول عربیؐ کی طرف منسوب کی ہو۔ بلکہ بعض صحابہ تو حدیث بیان کرنے میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے اور جو حدیث اچھی طرح یاد ہوتی اسی کو سناتے تھے۔ ورنہ خاموش رہتے تھے۔ اِس خیال سے کہ حضورِ اکرمؐ کے الفاظ میں کہیں اپنے الفاظ شامل نہ ہو جائیں —— اسی احتیاط کے باعث حضرت

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صرف (۱۴۲) احادیث مروی ہیں حالانکہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے اور ہجرت کے سفر میں حضورؐ کے ساتھ رہے اور وصال تک رفاقت رہی - اس کے باوجود احادیث بیان کرنے میں محتاط رہے - دیگر خلفاء یعنی حضرت عمرؓ سے ۵۲۹ احادیث کی روایت ملتی ہے - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ۱۴۶ احادیث اور حضرت علیؓ سے ۵۶۸ احادیث مروی ہیں ــــ صحابۂ کرام کی اس بے انتہاء احتیاط کے باعث مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ حدیث کو اچھی طرح یاد کریں اور دوسروں تک پہنچائیں اور اس میں اپنی جانب سے ایک لفظ بھی کم یا زیادہ نہ کریں ::

عملی کام | اس درس کے پانچوں عنوانات بار بار دہرا کر یاد کرلیں ::

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادریؒ - کبری منڈی - حیدرآباد (اے-پی)

بتاریخ :- ۱۳ر جمادی الاول ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۰ر ڈسمبر ۱۹۹۱ء -

نشان سلسلہ	گھر کے افراد کے نام	درس کتنا یاد ہے؟	نمازوں کی پابندی کتنی ہے؟
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت من جانب :- محمد مولانا حرف صابر - نواب صاحب کنٹہ - حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۱۳۔ اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ o (البقرۃ۔ آیت ۲۰۸) اس آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ "اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بہ قدم مت چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔

صرف مسلمان کا نام رکھ لینا کافی نہیں

اوپر کی آیت کے مفہوم پر غور کریں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صرف مسلمان کے گھر پیدا ہونا اور مسلمان نام رکھ لینا کافی نہیں ہے بلکہ ہم اپنے اعمال سے یہ ظاہر کریں کہ ہم مسلمان ہیں۔ آج بیشتر ایسے مسلمان ہمیں نظر آتے ہیں جن کا نام تو مسلمان کا ہوتا ہے مگر لباس غیر مسلموں کا، کھانے پینے کے طور طریقے کافروں کے، اخلاق اور کردار دوسری اقوام کے لوگوں کے ہوتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تبارک تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ"۔

اسلام پوری زندگی پر چھا جانا چاہئے

آیت میں سِلْم کے معنی اسلام اور کَآفَّۃً کے معنی کامل طور پر یا پورے کے پورے یا سب کے سب کے ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ مسلمان ہونے کے لحاظ سے ہمیں چاہیے کہ اللہ اور رسول ؐ کے اُن تمام احکام پر عمل کرنا چاہیے جن کے کرنے کا اللہ اور رسول ؐ نے حکم دیا ہے۔ اسی طرح اُن تمام باتوں سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیے جن باتوں سے بچنے کا اللہ اور رسول نے حکم دیا ہے۔ جب اِن باتوں پر عمل ہوگا تو اسلام ہماری پوری زندگی پر چھا جائے گا اور اس وقت ہم کامل شریعت پر عمل کرنے والے ہو کر صحیح معنوں میں

مسلمان کہلانے کے مستحق ہوں گے۔ ورنہ عمر کا بڑا حصّہ گزرنے کے باوجود آج ہمارا یہ عالم ہیکہ

نہ اسلام سمجھا نہ ایمان سمجھا
مگر ہم نے خود کو مسلمان سمجھا (ہادی) ؞

انسان اور حیوان میں فرق

عموماً بعض مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان کے گھر پیدا ہوئے ہیں۔ ہمارے باپ دادا مسلمان تھے۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ اور بس۔ گویا انہیں اور کچھ کرنا نہیں ہے سوائے اِس کے کہ روزانہ ملازمت یا دوکانداری کرنا، کھانا پینا، سونا اور اپنی نسل بڑھانا وغیرہ۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہیکہ مسلمان کے یہی کام ہیں تو یہ تمام کام دوسرے انسان بھی کرتے ہیں جو مسلمان نہیں ہیں یعنی کافر، یہودی، عیسائی، پارسی، بدھی، جینی اور سکھ وغیرہ۔ پھر اُن میں اور ہم میں کس بات کا فرق ہے؟ بلکہ اور ذرا گہرائی میں جائیں تو یہ تمام کام جانور بھی کرتے ہیں۔ جانور کھاتا پیتا، سوتا اور اپنی نسل بڑھاتا ہے۔ اور انسان اُس سے مختلف کام لیتا ہے جسکو وہ انجام دیتا ہے۔ پھر انسان اور حیوان میں کیا فرق باقی رہا؟۔ انسان کو تو اللہ نے اپنی تمام مخلوق پر فوقیت دی ہے۔ اللہ جل جلالہٗ کی ۱۸ ہزار مخلوق میں انسان کا پہلا مقام ہے۔ فرشتے اور جنات بھی انسان سے کم درجہ رکھتے ہیں۔ اللہ کا یہ بہت بڑا احسان ہیکہ ہمیں انسان بنایا اور یہ بھی بڑا احسان ہیکہ مسلمان بنایا اور ہم کو اپنے آخری نبی خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی بنایا۔ اللہ چاہتا تو کسی اور نبی کا اُمتی بھی بنا سکتا تھا مگر افضل رسول کا اُمتی بنا کر خیر اُمت (بہترین امت) سے قرآن میں ذکر کیا۔ کیا اِتنے احسانات کے باوجود ہم اللہ کے شکر گزار بندے نہ بنیں ؟؞

اللہ تعالےٰ نے ہمیں بیکار نہیں پیدا کیا

اللہ تعالےٰ نے بے شمار مخلوق پیدا کی ہے۔ بظاہر بعض مخلوقات کے پیدا کرنے کی وجہہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی مگر بر باطن اللہ نے کسی مخلوق کو بے کار اور بے سبب پیدا نہیں کیا۔ معمولی حشرات جیسے مکھی، مچھر، جوں اور کھٹمل سے لے کر بڑی مخلوقات جیسے ہاتھی، گینڈا، زراف اور وہیل مچھلی وغیرہ میں سے کسی کو اللہ نے بے کار نہیں پیدا کیا۔ اور جب معمولی مخلوق بے کار نہیں پیدا کی گئی تو کیا سب سے اشرف مخلوق یعنی انسان بے سبب

پیدا کیا گیا ہے ؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور چھپکلی کی حکایت

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے حجرۂ خاص میں مصروفِ عبادت تھے کہ آپ کے سر پر چھپکلی نے گندگی کردی۔ آپ کو جیسے ہی محسوس ہوا آپ نے سر اٹھا کر چھت کی طرف دیکھا وہاں ایک چھپکلی تھی۔ آپ کے ذہن میں فوراً یہ بات آئی کہ "اللہ نے چھپکلی کیوں پیدا کی؟" دوسرے دن جب آپ کوہِ طور پر پہنچے اور اللہ سے کلام کرنے لگے تو دورانِ گفتگو یہ سوال کیا کہ "اے اللہ تو نے چھپکلی کیوں پیدا کی؟" اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ "اے موسیٰ! تم پوچھتے ہو کہ میں نے چھپکلی کو کیوں پیدا کیا؟ اور چھپکلی مجھ سے پوچھتی ہے کہ اے اللہ! تو نے موسیٰ کو کیوں پیدا کیا؟"۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر اور صاحبِ کتاب پیغمبر کے تعلق سے چھپکلی جیسی حقیر مخلوق کا اللہ سے پوچھنا یہ ثابت کرتا ہے کہ کوئی چیز اللہ نے بے کار نہیں پیدا کی۔ نہ کسی حیوان کو نہ کسی انسان کو۔ چنانچہ اللہ جل جلالہٗ خود سوال کرتا ہے " اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ (المومنون - آیت ۱۱۵) یعنی " (اے انسانو!) کیا تم سب یہ گمان کرتے ہو کہ تم کو ہم نے بے کار پیدا کیا ہے اور (کیا) تم سب (ایک دن) ہماری طرف نہیں لوٹو گے"؟

اللہ نے انسان کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا

جب اللہ نے انسان کو بیکار نہیں پیدا کیا تو خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کس لئے پیدا کیا گیا؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ یوں دیتا ہے " وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ " (الذاریت - آیت ۵۶) یعنی اور ہم نے جن اور انس کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے"۔ یہاں عبادت سے مراد صرف نماز پڑھنا یا روزہ رکھنا نہیں ہے بلکہ اپنی زندگی کے ہر شعبے میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرماں برداری کرنا ہے۔ مثال کے طور پر رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم جس طریقے سے آرام فرماتے تھے اسی طریقے کو اختیار کرنا۔ یعنی حضورِ اقدس

کے سونے کا طریقہ یہ تھا کہ شمالاً جنوباً سوتے۔ چہرۂ اقدس کا رخ قبلے کی جانب ہوتا۔ اپنا سیدھا ہاتھ سیدھے گال کے نیچے رکھ لیتے اور سوتے وقت کی دعا پڑھ لیتے — یہی طریقہ ہر مسلمان کو اختیار کرنا چاہئے۔ سوتے وقت اگر کوئی مسلمان اِن تمام سُنّتوں پر عمل کرے تو یہ عمل عبادت ہے اور سُنّتوں پر عمل کرنے کے باعث ثواب کا مستحق ہوگا۔ اِسی طرح زندگی کے ہر شعبے میں فرائض اور سُنّتوں پر عمل کرنے سے ہم مسلمان اِسلام میں پورے پورے داخل ہو جائیں گے۔

عملی کام (۱) ابتدائی آیت کا ترجمہ اور تشریح بار بار پڑھ کر یاد کرلیں (۲) ممکنہ حد تک اپنے آپ کو اِسلامی قوانین پر عمل کرنے والا بناتے رہیں۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادریؒ۔ سبزی منڈی۔ حیدرآباد (اے پی)

بتاریخ:۔ ۷ر محرم ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۸ر جون ۱۹۹۴ء

نشان سلسلہ	گھر کے افراد کے نام	درس کتنا یاد ہے؟	نمازوں کی پابندی کتنی ہے؟
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

بہ اعانت منجانب:۔ خدیجہ بیگم عرف گورے پاشاہ بنت محمد عبدالرحیم
محلہ کمہار واڑی۔ حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس ۱۴

دو تا چار سال کی عمر کے بچوں کو سکھانے کی باتیں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (الفاتحہ ۔ آیت ۔ ۱) سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے ۔ ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو تمام دُنیاؤں کا پالنے والا ہے ؞

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی جملے

"تواریخ حبیب اللہ" کے مصنف نے لکھا ہے کہ

"عرب کے قاعدے کے مطابق حضورِ اکرمؐ کو شیر خوارگی کی عمر سے ہی قبیلۂ بنی سعد کی خاتون حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑ دیا گیا تھا ۔ حضرت حلیمہ رضؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ جب نو مہینے کے ہوئے تو اپنی زبانِ مبارک سے سب سے پہلے فرمایا ۔ "اَللّٰهُ اَکْبَرُ" (اللہ سب سے بڑا ہے) پھر جیسے جیسے آپ کی عمر بڑھتی گئی آپ یہ جملے فرمانے لگے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (ترجمہ اوپر گزرا) اور سُبْحَانَ اللّٰهِ (اللہ پاک ہے) سُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّ اَصِیْلًا" (اللہ کی پاکی صبح اور شام) وغیرہ" ؞

گویا آقائے دوجہاںؐ کے کلام کی ابتداء اللہ کی بڑائی، حمد و ثنا اور پاکی بیان کرنے سے ہوئی ۔

اپنے نونہالوں کو کیا سکھائیں؟

عموماً بچہ ہو یا بچی ایک سال کی عمر کو پہنچنے تک اپنی زبان سے کچھ نہ کچھ الفاظ ادا کرتے ہیں ۔ بعض بعض بچے دوسرے سال کے ابتدائی مہینوں میں کچھ کہنے کی طرف مائل ہوتے

ہیں ۔ ایسے وقت والدین کیلئے یا دادا، دادی یا نانا، نانی کیلئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے نونہالوں کو وہی الفاظ سکھائیں جو ہمارے پیغمبر ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانۂ شیر خوارگی میں اپنی زبانِ مبارک سے ادا فرمایا تھا ۔ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ بولنا سکھائیں ۔ پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سکھائیں پھر سُبْحَانَ اللّٰہِ سکھائیے جب بچے تین سال کی عمر ختم کرکے چوتھے سال میں آجائیں تو کلمۂ طیبہ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سکھائیں ۔ ابتداء میں بعض بچے کلمہ غلط پڑھتے یا تتلاتے ہیں مگر بار بار سکھاتے رہیں تو کلمہ صحیح پڑھنے لگتے ہیں ۔

بچپن میں حضورؐ ہر کام سیدھے ہاتھ سے کرتے تھے

"تواریخ حبیب الٰہ" کے علاوہ "سیرتِ حلبیہ" میں امام حلبیؒ لکھتے ہیں کہ " حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے گھر میں جب تک حضورؐ کا قیام رہا وہ آپؐ کی ایک ایک حرکت کو غور سے دیکھتی تھیں اور تعجب کرتی تھیں ۔ حضرت بی بی حلیمہ رضؓ کا بیان ہے کہ " جب حضورؐ کی عمر شریف ڈیڑھ سال کی ہوئی تو میں یہ بات بطورِ خاص محسوس کرتی تھی کہ آپؐ اپنا ہر کام سیدھے ہاتھ سے کرتے تھے ۔ کسی چیز کو دوسرے ہاتھ سے لینا ہو تو اپنا سیدھا ہاتھ آگے بڑھا کر لیتے ۔ کوئی چیز زمین پر سے اٹھانا ہو تو سیدھے ہاتھ سے اٹھاتے ۔ کوئی چیز کہیں لے جاکر رکھنا ہو تو سیدھے ہاتھ سے رکھتے اور کسی کو کچھ دینا ہو تو بھی سیدھے ہاتھ سے دیتے ۔ آپؐ کو کھانے پینے کی جو بھی چیز دی جاتی آپ اپنے داہنے دستِ مبارک میں لے کر کھاتے اور پیتے تھے ۔ غرض آپؐ ہر کام میں اپنا سیدھا ہاتھ استعمال کرتے تھے ۔ چار سال کی عمر تک آپ میرے پاس رہے مگر کبھی بھی آپؐ کے اس معمول میں فرق نہ آیا ۔ یہ بات میرے لئے تعجب اور حیرت کی تھی "

ہم اپنے بچوں کو کیا سکھائیں ؟

ہر ماں باپ پر یہ بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو چھوٹی عمر سے ہی اچھی تربیت دیں ۔ بچہ یا بچی جب تین سال کے ہوجائیں تو انھیں حضورِ اقدس کا طریقہ سکھائیں ۔ کھانے کی کوئی بھی چیز جیسے روٹی ، بسکٹ ، سیب کا ٹکڑا ، چاکلیٹ ، قرص (پیپرمنٹ) ، موز ، آئس کریم وغیرہ

بچے کو سیدھے ہاتھ میں دیں اور سیدھے ہاتھ سے کھانے کی نصیحت کریں۔ بعض بچے بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں انھیں نرمی اور محبت سے سمجھا کر کھانے کی چیز سیدھے ہاتھ میں دیکر ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے کھانے کی ہدایت کریں۔ بعض لوگ بچے کو بائیں ہاتھ سے کھاتا ہوا دیکھ کر یہ سمجھ کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ چھوٹا بچہ ہے بڑا ہو کر خود بخود چھوڑ دے گا۔ مگر یہ غلط فہمی ہے۔ چھوٹی عمر سے ہی بچے کو سمجھائیں تاکہ اس کو عادت ہو جائے اور یہ عادت بڑی عمر کو پہنچنے کے بعد بھی برقرار رہے۔

سلام کرنے کی عادت ڈالیں

تین یا چار سال کی عمر سے ہی بچے کو سلام کرنا سکھائیں اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے الفاظ یاد دلائیں اور یہ نصیحت کریں کہ اپنے سے ہر بڑے کو سلام کرے۔ کوئی رشتہ دار یا دوست احباب یا پڑوسی اگر اپنے گھر آئے تو اپنے بچے سے کہیں کہ سلام کرو۔ تاکہ اس کو عادت ہو جائے۔ اگر زبان سے بچہ برابر ادا نہ کر سکے تو ہاتھ کے اشارے سے سلام سکھائیں اور زبان سے بھی کہنے کو کہیں۔ بعض بچے ضد سے سلام نہیں کرتے۔ انھیں بار بار سمجھاتے رہیں مگر پھر بھی ضد سے سلام نہ کریں تو بطور تنبیہ گوشمالی کریں یعنی کان کھینچیں۔ جب بچے اسکول سے گھر آئیں تو گھر میں داخل ہوتے ہی سلام کرنے کہیں۔

کسی چیز کا ڈر نہ بٹھائیں

بعض ماں باپ بچوں کی شرارت پر یا کھانا نہ کھانے پر یا حد سے زیادہ ستانے پر بلّی، کُتّے، چوہے یا بُڈّھے سے ڈراتے ہیں۔ بعض جاہل والدین چھچھوندر، چھپکلی اور جھینگر کو بتا کر بچوں کو ڈراتے ہیں اور یہ سمجھاتے ہیں کہ اگر کھانا نہ کھاؤ گے تو کُتّا کاٹے گا یا بلّی پکڑ کر لے جائے گی یا چوہا کاٹے گا یا بڈّھا آ کر تمہیں لے جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ اس طریقے سے بچوں کو ہرگز نہ ڈرائیں۔ اس طرح کرنے سے بچہ بہت ڈرپوک ہو جاتا ہے اور خواہ مخواہ بہت چھوٹی اور بے ضرر چیزوں سے بھی ڈرنے لگتا ہے۔ اور اس بے جا ڈر کا اثر بچے کے ذہن پر بھی پڑتا ہے۔ ماں کا فرض ہے کہ اگر بچہ شرارت کرے یا کھانے پینے میں ضد کرے تو باپ کا ڈر بٹھائے اور یہ کہے کہ اگر تم شرارت کرو گے یا کسی کو ستاؤ گے یا مارو گے تو تمہارے ابا تم کو ماریں گے۔ باپ کا بھی فرض ہے کہ صرف ڈانٹ کر بچے پر اپنا ڈر رکھے۔ بات بات پر مار پیٹ ہرگز نہ کرے۔

مدرسے میں شرکت

تین سال کی عمر کی تکمیل پر یعنی چوتھے سال کی ابتداء ہوتے ہی بچے یا بچی کو گھر سے قریب یا ایک کیلومیٹر کے اندرونی فاصلے پر کسی معیاری اور اچھی تعلیم والے اسکول میں شریک کریں۔ اردو میڈیم ہو یا انگریزی میڈیم ہو مگر اسکول کا معیار ضرور دیکھیں اور فاصلے کا بھی خیال رکھیں۔ باپ پر یہ ذمہ داری ہیکہ کم از کم مہینے میں ایک بار بچے کے اسکول کو جاکر معلومات حاصل کرے۔ صرف مدرسے میں شریک کرکے یہ سمجھنا کہ میرا فرض ادا ہوگیا خام خیالی ہے۔

عملی کام

(۱) ماں کی ذمہ داری ہیکہ بچے کو ابتدائی عربی الفاظ سکھائیں (۲) سیدھے ہاتھ سے کھانے پینے کا تربیت دیں۔ (۳) سلام کرنے کی عادت ڈالیں۔ (۴) باپ اپنا ڈر بٹھائے دوسری چیزوں کا نہ بٹھائے۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادریؒ۔ سبزی منڈی۔ حیدرآباد۔ (آے۔پی)

بتاریخ:۔ ۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۹۴ء

نمازوں کی پابندی کتنی ہے؟	درس ۱۳ کتنا یاد ہے؟	گھر کے افراد کے نام	نشان سلسلہ
			۱
			۲
			۳
			۴
			۵

طباعت من جانب: سید عبدالمھیمن قادری۔ عرف سجاد پاشاہ
سبزی منڈی۔ حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی واصلاحی درس

درس ۱۵ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سیرت سے سبق

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "خَیْرُ نِسَآئِہَا مَرْیَمُ ابْنَۃُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَآئِہَا خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ" (بخاری اور مسلم)۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "عورتوں میں بہتر مریم بنت عمران (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ) ہیں اور عورتوں میں بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد ہیں"۔

آنحضرت ﷺ کو ہمت دلانے والی خاتون

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سرورِ عالم ﷺ کو جب اپنا نبی بنایا اور غارِ حرا میں پہلی وحی نازل فرمایا تو آپ ﷺ کانپتے ہوئے گھر واپس ہوئے اور فرمایا "مجھے کمبل اڑھادو" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کمبل اڑھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب لرزہ کم ہوا تو حضور ﷺ نے غارِ حرا کا پورہ واقعہ بیان کر کے فرمایا "مجھے اپنی جان کا ڈر ہے"۔ یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو ہمت دلاتے ہوئے کہا "ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم۔ اللہ آپ ﷺ کو ہر بُرائی سے بچائے گا اور آپ ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔ میں دیکھتی ہوں بے شک آپ ﷺ قرابت داروں سے عمدہ سلوک فرماتے ہیں۔ بے کسوں اور ناداروں کا ساتھ دیتے ہیں۔ فقراء اور مساکین کی امداد فرماتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت زدوں کی امداد فرماتے ہیں"۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ سے حضور ﷺ کو ڈھارس بندھی۔ (بخاری شریف)۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے اس واقعے سے یہ سبق ملتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو پریشانیوں میں ہمت دلانے والی اور ڈھارس بندھانے والی ہوتی ہے نہ کہ پریشانیوں میں مزید اضافہ کرنے والی ——— ہر بیوی کو چاہیے کہ وہ یہ واقعہ سامنے رکھ کر اس پر عمل کرتا رہے۔

کفار کی اذیت پر حضورؐ کو تسلّی دینے والی زوجہ

جب اللہ نے رسول اللہؐ کو اپنا نبی بنایا اور آپؐ نے اسلام پھیلانا شروع کیا تو مکّے کے کفّار اور مشرکین آپؐ کو مختلف انداز سے تکالیف دینے لگے۔ ایک مرتبہ آپؐ کعبے کے قریب نماز ادا کر رہے تھے۔ جب آپ سجدے میں گئے تو بدبخت ابوجہل اونٹ کی اوجھڑی بوٹی آپ کی پیٹھ پر رکھ دیا۔ بوٹی کے وزن سے حضورؐ سجدے سے سر نہ اٹھا سکے۔ حضرت فاطمہؓ (جو اس وقت پانچ چھ سال کی تھیں) کھیلتی کھیلتی اُدھر آئیں تو دیکھا کہ حضورؐ سجدے میں ہیں اور پیٹھ پر اوجھڑی بوٹی رکھی ہوئی ہے۔ حضرت فاطمہؓ بڑی مشکل سے بوٹی کھینچ کر نکالیں تب حضورؐ سجدے سے سر مبارک اُٹھائے۔ ایسی جسمانی اذیتوں کے علاوہ دلی تکالیف بھی پہنچاتے تھے۔ چنانچہ جب حضورؐ کے دو صاحبزادے حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ چھوٹی عمر میں انتقال کر گئے تو کفّار آپؐ سے کہنے لگے "اے محمدؐ! تمہاری نسل ختم ہو گئی۔ تمہارے بعد اب تمہارا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔" حضورؐ کو اولاد کا غم تھا اس پر کافروں کے اِس طرح کہنے سے آپ بہت رنجیدہ ہوئے۔ جب بھی کفار کی جانب سے آپ کو جسمانی یا روحانی اذیت پہنچتی تو حضرت خدیجہؓ حضورؐ کو تسلّی دیتی تھیں اسی لئے حضورؐ فرماتے تھے کہ "مشرکین کے تردید کرنے اور جھٹلانے سے مجھے جو صدمہ پہنچتا وہ خدیجہ کے پاس آکر دور ہو جاتا تھا کیونکہ وہ میری باتوں کی تصدیق کرتی تھیں۔" (الاستیعاب)

مصائب میں شوہر کا ساتھ دینے والی بیوی

نبوت کے ساتویں سال جب قریش کے تمام افراد نے مل کر یہ طے کیا کہ حضورؐ اور مسلمانوں سے مکمل قطع تعلق کر لیں اور ان تمام کو ایک گھاٹی میں رہنے مجبور کریں اور اس پر کفّار نے عمل کرتے ہوئے تنگ کرنا شروع کیا تو ابوطالب مجبور ہوکر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابوطالب میں پناہ گزیں ہوئے۔ حضرت خدیجہؓ آپؐ کے ساتھ تھیں۔ آپ مکّے کی متمول خاتون تھیں جنھیں کبھی تنگی اور فاقے سے سابقہ نہیں پڑا تھا مگر حضورؐ کا ساتھ دیتے ہوئے آپ مکمل تین سال تک گھاٹی میں رہیں۔ بنی ہاشم کیلئے یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ کھانے کی کوئی چیز نہ ہونے کے باعث درختوں کے پتے کھا کر گزر بسر کئے۔ حضرت خدیجہؓ کے اثر اور رسوخ کی وجہ سے کبھی کبھی کچھ کھانے کی اشیاء گھاٹی میں پہنچ جاتی تھیں۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام نے (جو مسلمان نہیں ہوئے تھے) گیہوں اپنے غلام سے گھاٹی میں بھیجا تو راستے میں ابوجہل چھین لینا چاہا مگر ایک

کافر ابو البختری نے ابو جہل سے کہا "اگر ایک شخص اپنی پھوپھی کو کھانے کیلئے بھیجتا ہے تو تو کیوں روکتا ہے؟"
(سیرت ابن ہشام)۔ حضرت خدیجہؓ کے اس عمل کو ہر عورت اپنانے کی کوشش کرے اور ہر پریشانی میں اپنے شوہر
کا ساتھ دے۔ ایسا نہیں کہ شوہر کی پریشانیوں میں اور اضافہ کردے۔

اپنی دولت شوہر پر قربان کرنے والی اہلیہ

حضرت خدیجہؓ مکے کی معزز اور مالدار خاتون تھیں۔ آپ کی تجارت کا مال عرب کے
دور دراز علاقوں میں جاتا تھا۔ حضورؐ سے عقد ہونے کے بعد آپ نے اپنا پورا مال حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا
علاوہ ازیں زید بن حارث کو نوعمری میں خرید کر حضورؐ کی خدمت میں دے دیا۔ اگر کوئی عورت مالدار ہو تو اس
کو حضرت خدیجہؓ کی سیرت اپناتے ہوئے عملی ثبوت دینا چاہیے۔

حضرت خدیجہؓ کو جنّت کی بشارت

حضرت خدیجہؓ کی فضیلت ابتدائی حدیث سے ظاہر ہوگئی۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ بزرگ فرشتے
جبرئیلؑ نے ان کو سلام بھیجا۔ ایک مرتبہ جبریلؑ وحی لائے اور حضورؐ سے کہا "خدیجہؓ برتن میں کچھ لا رہی ہیں آپ
اُن کو اللہ کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے (صحیح بخاری)۔ ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ رسول اللہؐ کے پاس بیٹھے ہوئے
تھے استنے میں خدیجہؓ وہاں آئیں تو جبریلؑ نے حضورؐ سے کہا "ان کو جنّت میں ایک ایسا گھر ملنے کی بشارت
سنا دیجئے جو موتی کا ہوگا اور جس میں شور و غل نہ ہوگا اور محنت و مشقّت نہ ہوگی" (صحیح بخاری شریف)

حضرت خدیجہؓ کے مختصر حالات

آپ کا نام خدیجہؓ، لقب طاہرہ اور کنیت اُم ہند تھی۔ والد کا نام
خُویلد بن اسد تھا۔ تیسری پشت میں حضورؐ کے سلسلۂ نسب سے آپ کا
سلسلہ مل جاتا ہے۔ آپ کی ولادت عام الفیل سے ۱۵ سال قبل یعنی ۵۵۶ء
میں مکّے میں ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ کا پہلا نکاح ابو ہالہ سے ہوا۔ ان سے دو لڑکے
ہند اور حارث پیدا ہوئے۔ ابو ہالہ کے انتقال کے بعد عتیق سے آپ کا نکاح ہوا۔
کچھ عرصے بعد عتیق کا بھی انتقال ہوگیا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب
حضرت خدیجہؓ نے شادی کا پیغام بھیجا تو حضورؐ نے منظور کیا اور حضرت ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ پانچ سو درہم
مہر مقرر کیا گیا۔ اس وقت آنحضرتؐ کی عمر شریف ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر (۴۰) سال تھی۔

حضورِ اقدس سے آپ کو چھ اولادیں ہوئیں جن میں دو صاحبزادے حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ کے علاوہ چار صاحبزادیاں تھیں۔ (۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا (۲) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (۳) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا (۴) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد آپ ۲۶ سال زندہ رہیں اور نبوت کے گیارہویں سال ۱۱ رمضان کو ۶۶ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اُس وقت تک نمازِ جنازہ کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے بغیر نمازِ جنازہ پڑھے مکے کے مشہور قبرستان "المقبرۃ المعلّٰی" میں تدفین کی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اُترے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کا بہت رنج تھا۔ اسی لئے اِس سال کا نام عَامُ الحُزْنِ (غم کا سال) رکھا۔ آپ کے دونوں صاحبزادوں حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ کی چھوٹی قبریں بھی آپ کی قبر کے قریب ہیں۔

عملی کام | خواتین بطورِ خاص یہ درس پڑھ کر عمل کی طرف راغب ہوں۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادری۔ بنزی منڈی حیدرآباد (اے۔پی)

بتاریخ:— ۲۱ ربیع الاوّل ۱۴۱۵ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۹۴ء

سابقہ دروس کتنے یاد ہیں؟	درس ۱۴ کتنا یاد ہے؟	افراد کے نام	نشان سلسلہ
			۱
			۲
			۳
			۴
			۵

طباعت بصفا جانب:۔ کنیز فاطمہ رشید صاحبہ۔ پنجہ گٹہ حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ١٦ غسل کا سنت اور صحیح طریقہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّھَّرُوْا ...... (المآئدۃ ۔ آیت ٦) ۔ آیت کے اس ٹکڑے کا مطلب یہ ہے کہ "اور اگر تم ناپاک ہو جاؤ تو (غسل کر کے) پاک ہو جایا کرو"۔

غسل کے معنی غسل کے لفظی معنے پانی سے دھونے کے ہیں اور فقہ میں پانی سے ناپاکی دور کر کے پاکی حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۔ نماز کی ادائیگی کے لئے اپنے جسم کا پاک ہونا لازمی ہے جسے فقہ میں حدث اکبر سے پاکی حاصل کرنا کہا جاتا ہے ۔ اس درس میں غسل کا سنت اور صحیح طریقہ لکھا جاتا ہے کیونکہ اکثر مسلمان اس صحیح طریقے سے ناواقف ہیں اور من مانی غسل کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ یہی غسل صحیح ہے ۔ حالانکہ اگر غسل سنت طریقے پر نہ کیا جائے اور نماز سنت طریقے پر پڑھی جائے تو بھی نماز ادا نہیں ہوگی ۔ درس ٥ میں غسل کے متعلق مختصر سا بیان ہے ۔ اسے ایک نظر دیکھ لیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا طریقہ سب سے پہلے حضور اکرمؐ کے غسل کا طریقہ لکھا جاتا ہے تاکہ ہر مسلمان اسی طریقے سے غسل کر کے نہ صرف اپنے غسل کو صحیح کرے بلکہ اپنی نمازوں کے ثواب کو حاصل کرے ۔ ایک طویل حدیث صحیحین (بخاری اور مسلم) میں ملتی ہے کہ آنحضرتؐ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت فرماتے تو سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو کلائی تک دھوتے ۔ پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر شرم گاہ کو دھوتے ۔ پھر مکمل وضو فرماتے ۔ پھر پانی سر پر ڈال کر بالوں کی

جڑوں کو تر کرتے۔ پھر اپنی انگلیوں کو سر کے بالوں میں ڈال کر خلال کرتے۔ پھر سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتے۔ پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہا لیتے اور (نہانے کی جگہ پانی جمع ہونے کے باعث) دونوں پیروں کو دھو لیتے " یہی طریقہ ہمارے رسول ؐ کے غسل کا تھا جو سُنت اور صحیح طریقہ ہے۔ اگر ہم ایسا غسل نہ کریں تو ہم نہ ناپاکی سے پاک کہلائیں گے اور نہ ہماری نمازیں صحیح ہوں گی ـــ ہر مرد اور عورت اپنا جائزہ لے اور سرکارِ دو عالم ؐ کی اتباع کرتے ہوئے صحیح طریقے سے غسل کرنا سیکھ لے ۔

غسل سے قبل کے کام

غسل سے قبل کپڑے اتار کر کوئی پاک کپڑا ناف سے گھٹنے تک باندھ لیں۔ گھٹنے سے نیچے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ برہنہ نہانا خلافِ سُنت ہے اور بے حیائی ہے۔ نہاتے وقت قبلے کی جانب اپنا رُخ نہ کریں۔ غسل کی نیت کرلیں اگر نیت نہ کر کے غسل شروع کرلیں تو غسل دہرانا ضروری ہوگا۔ مرد کے بال گوندھے ہوئے ہوں تو ان کا کھولنا واجب ہے۔ اگر عورت کی چوٹی گندھی ہوئی ہو تو کھولنا ضروری نہیں ہے ۔

غسل کے دوران کے اہم کام

چند ایسی باتیں ہیں جو غسل کے دوران ادا کرنے کی ہیں اور جن کی طرف لوگ توجہ نہیں دیتے جیسے کُلّی کے ساتھ غرغرہ کرنا۔ جس سے زبان کی جڑ اور حلق تک پانی پہنچ جاتا ہے۔ (روزے کی حالت میں غرغرہ کرنے میں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ پانی حلق میں نہ پہنچے)ـــ اگر دورانِ غسل غرغرہ کرنا بھول جائیں اور بعد غسل یاد آئے تو غرغرہ کرلیں دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں ـــ ہاتھ یا پیر کی انگلیوں میں انگوٹھیاں یا چھلّے، ناک میں نتھ یا کان میں بالیاں اگر بہت تنگ ہوں تو انھیں حرکت دے کر ان کے نیچے پانی پہنچانا ضروری ہے ورنہ غسل نہ ہوگا ـــ اسی طرح ناخنوں میں آٹا ہو یا ان پر پینٹ ہو تو نکال دینا اور اتنے جتنے پر پانی بہانا لازمی ہے لیکن اگر مہندی یا کوئی رنگ یا تیل

بدن پر لگا ہو تو اُن کے دور نہ کرنے سے غسل میں کچھ حرج نہیں ہوتا ۔ دورانِ غسل نہ قبلے کی طرف رُخ کریں نہ کوئی دُعاء یا سورت پڑھیں اور نہ بلا ضرورت کلام کریں (غسل کی نیت غسل شروع کرنے سے پہلے کہہ لینی چاہیئے) ۔ میل کچیل دور کرنے کے لئے صابون کا استعمال کرنا ٹھیک ہے مگر ممکنہ حد تک پانی کم خرچ کریں ۔ زیادہ پانی بہانا اِسراف کے باعث گناہ کہلاتا ہے ۔ اِسی طرح غسل دیر تک نہ کریں ۔ سُنّت اور صحیح طریقے سے غسل صرف سات تا دس منٹ میں ہوتا ہے ۔ احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم غسل میں پانی بھی کم خرچ کرتے تھے اور عجلت فرماتے تھے (بُخاری شریف) ۔

غسل کے بعد کے کام

غسل کے فوراً بعد کسی پاک اور خشک کپڑے سے جسم صاف کرلیں ۔ پہلے نیچے کا لباس بیٹھ کر پہنیں مگر قبلہ کی طرف رُخ نہ ہو ۔ پھر اوپر کا لباس کھڑے ہو کر پہنیں ۔ کسی بھی لباس کو پہنتے وقت یہ دُعاء پڑھیں ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ ۔ لباس کی ابتداء سیدھے ہاتھ اور سیدھے پیر سے کریں ۔

غسل کے فرائض

غسل میں تین فرائض ہیں جن میں سے ایک بھی چھوٹ جائے تو غسل نہیں ہوتا دوبارہ کرنا لازمی ہوتا ہے ۔

(۱) کُلی کرنا (اس کے ساتھ غرغرہ بھی کرنا) (۲) ناک میں پانی پہنچانا (دونوں نتھنوں میں جہاں تک نرم جگہ ہو پانی پہنچانا) (۳) سر سے پیر تک پانی بہانا (تمام جسم کے بیرونی حصوں پر پانی بہانا اور دونوں ہاتھوں سے جسم کو ملنا ضروری ہے تاکہ بال برابر جگہ بھی بھیگنے سے نہ رہ جائے ۔ خصوصاً غسل جنابت میں) کیونکہ حضور نے فرمایا جو غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ چھوڑ دے تو اس کو دوزخ میں قسم قسم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا ۔

غسل کے متعلق کچھ اہم باتیں

(۱) مرد اور عورت کے غسل کا طریقہ ایک ہی ہے۔
(۲) کسی بھی غسل کی نیت ابتداء ہی میں کر لیں

(۳) اگر جمعہ کے دن غسل جنابت کرنا ہو تو جمعے کی نیت بھی کر لیں۔ (۴) مرد چھوٹی چڈی یا جانگھیہ پہن کر باؤلی، حوض یا نل پر ہرگز غسل نہ کریں کیونکہ گھٹنے سے ناف تک جسم چھپانا لازمی ہے اور اتنا حصّہ دکھانا حرام ہے۔ دکھانے والا گناہ گار ہوگا۔ (۵) عورت بھی کسی عورت کے سامنے اپنا ناف سے گھٹنے تک کا حصّہ نہ بتائے ورنہ گناہ گار کہلائے گی۔

عملی کام

غسل کا ایک عنوان روزانہ پڑھ کر یاد کر لیں۔ اور ایک ہفتے میں پورے سات عنوانات اچھی طرح یاد کر کے جب بھی غسل کریں ان تمام باتوں کا خیال رکھیں۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادریؒ برج نالمنڈی حیدرآباد (آے پی)

بتاریخ:- ۲۰ر صفر ۱۴۱۵ھ مطابق ۳۱ر جولائی ۱۹۹۴ء

نشان سلسلہ	گھر کے افراد کے نام	درس کتنا یاد ہے؟	نمازوں کی پابندی کتنی ہے؟
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت منجانب:- جیلانی بیگم - محلہ گلشن باغ - حیدرآباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۱۷ - چند عملی احادیث

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ - بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ - وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ۝ (الاحزاب - آیت ۷۱) - اللہ جلّ جلالہٗ نے ارشاد فرمایا "اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کیا بے شک وہ بڑی کامیابی حاصل کیا"۔

گزشتہ درس میں احادیث کے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی گئی تھیں۔

اس درس میں ایسی احادیث مع تشریح پیش کی جا رہی ہیں جن پر عمل کرنے سے نہ صرف اللہ کے رسول کی اطاعت ہوگی بلکہ ہماری دُنیاوی اور اُخروی زندگی بھی بہتر بنے گی۔

چالیس احادیث کی فضیلت

حضرت امام محی الدین بن شرف النووی رح نے اپنی کتاب "الاربعین" میں یہ حدیث لکھی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میری امت میں جو کوئی اُمورِ دین کی چالیس احادیث زبانی یاد کرے گا وہ عُلماء کی جماعت میں لکھا جائے گا اور روزِ حشر شہیدوں کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ اور میں قیامت میں اُس کی شفاعت کروں گا اور اُس کی گواہی دوں گا۔ اور اُس سے کہا جائے گا تو جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا"۔

حضرت امام احمد ابن حنبل رح نے اپنی حدیث کی کتاب "مسندِ احمد" میں یہ حدیث لکھی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" جو شخص مغفرت کی نیت سے چالیس حدیثیں لکھے گا اللہ اُس کے تمام گناہ بخش دے گا"۔

عملی احادیث

احادیث بے شمار ہیں جن میں سے کچھ ایسی ہیں جنھیں سن کر یقین

کرنا لازمی ہے اور ان میں عمل کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ اور بعض احادیث ایسی ہیں جن پر عمل کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔ ذیل میں ایسی احادیث تحریر کی جا رہی ہیں جو صرف تین الفاظ پر مشتمل ہیں اور جن کو یاد کرنا بھی آسان ہے اور اپنے بچوں کو یاد دلانا بھی سہل ہے اور اُن پر عمل کر کے کامیابی بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔

۱۔ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ

اِس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ "گفتگو سے پہلے سلام کریں"۔ یہ حدیث ترمذی شریف کی ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں تو سلام کریں"۔ سلام کرنے والا کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ (تجھ پر سلامتی ہو) یا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ (تمہارے پر سلامتی ہو)۔ اور جواب دینے والا یہی الفاظ کو الٹا دے یعنی یہ کہے وَعَلَیْکَ السَّلَامُ (اور تجھ پر سلامتی ہو) یا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ (اور تمہارے پر سلامتی ہو) —— سلام کرنا سُنت ہے اور اُس کا جواب دینا واجب ہے۔ سلام کے مقررہ الفاظ ہی کہنے پر نیکیاں ملتی ہیں۔ اِس کے علاوہ دوسرے الفاظ یعنی آداب، بندگی، تسلیم یا قدمبوسی کہنے پر یا صرف سیدھا ہاتھ اُٹھانے پر نیکیاں نہیں ملتیں —— نسائی شریف کی حدیث میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسلمان کے مسلمان پر چھ (۶) حقوق ہیں۔ منجملہ اِن میں سے ایک یہ ہے کہ ملاقات کے وقت سلام کیا کرے"۔ سَلَامٌ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کے معنی ہیں "وہ سلامتی دینے والا"۔ گویا یہ ایک مختصر اور جامع دُعا ہے، اللہ کے حکم کی تعمیل ہے، حضورؐ کے فرمان کی تعمیل ہے اور اظہارِ خلوص کا ذریعہ بھی ہے (سلام کے متعلق اِن شاءَ اللہ ایک درس مکمل لکھا جائے گا)۔

۲۔ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ

اِس حدیث کے معنی ہیں "پاکی یا طہارت نصف ایمان ہے"۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کی ہے۔ اِس حدیث میں سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکیزگی، صفائی اور طہارت کی اہمیت بتلاتے ہوئے فرمایا کہ طہارت نصف

ایمان ہے۔ جسمانی صفائی اور پاکیزہ پن جسمانی صحت اور تندرستی کے لئے ضروری ہے جسے ایمان کا آدھا حصّہ کہا گیا اور اِس ظاہری طہارت و صفائی کا باطنی پاکیزگی یعنی طہارتِ روح اور طہارتِ قلب سے گہرا تعلق ہے جو ما باقی ایمان کا نصف حصّہ ہے۔ اِسی لئے یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ کیونکہ طہارت کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ اور باطہارت افراد (مرد یا عورت) ہی نماز پڑھنے اور قرآن کی تلاوت کرنے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اِس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ طہارت کی کتنی اہمیت ہے۔

۳۔ اَلْبَرَكَةُ مَعَ اَكَابِرِكُمْ

اِس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ "برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے"۔ یہ حدیث دیلمی کی ہے۔

اِس حدیث میں تاجدارِ دوجہاںؐ نے گھر کے بڑے افراد کی اہمیت بتلائی ہے۔ یعنی اپنے بزرگوں کے وجود کو اپنے لئے غنیمت خیال کرو۔ بڑوں کا سایہ ایک بڑی نعمت ہے۔ جس کے گھر میں کوئی عمر رسیدہ مرد یا عورت ہو جیسے اپنے ضعیف والدین یا دادا، دادی یا نانا، نانی یا کوئی اور بزرگ شخصیت ہو تو ان کی خدمت کیا کرو اور اُن کے حقوق ادا کرو۔ کبھی کوتاہی مت کرو کیونکہ تمہارے گھر میں جو خیر و برکت ہے۔ اِن ہی بزرگوں کے وجود سے ہے۔ جہاں تک ہو سکے ان کا خیال رکھو اور انکی خدمت کرکے اُن سے دعائیں حاصل کرو تاکہ انکی دعاؤں کے باعث اللہ تمہارے گھر میں برکت عطا کرے۔

۴۔ مَنْ بَذَا جَفَا

اِس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ "جو بدزبانی کیا وہ ظلم کیا"۔ یہ حدیث حاکم کی ہے۔ اِس حدیث میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم ہمیشہ اپنی زبان سے اچھے الفاظ نکالیں اور بُرے الفاظ یا فحش کلامی نہ کریں۔ اگر کوئی شخص اپنے رشتہ داروں یا پڑوسیوں یا دوستوں سے بدزبانی کرتا ہے تو گویا وہ اپنے آپ ظلم کرتا ہے یعنی اُس کی بدزبانی اور خراب کلامی کی وجہ سے اسکے دوست، احباب، رشتہ دار اور ہمسایہ دوبارہ اُس سے ملنا اور گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تنہا رہ جاتا ہے۔ کوئی اس کے دُکھ درد میں اور مصیبت میں اس کا ساتھ نہیں دیتا۔

۵۔ کَثْرَۃُ الْاَکْلِ شُؤْمٌ

اِس حدیث کے معنی یہ ہیں "زیادہ کھانا بدبختی ہے"۔ یہ حدیث دیلمی کی ہے۔ اِس حدیث میں خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا اس کی وضاحت یہ ہے کہ کھانے پینے میں احتیاط رکھیں اور اعتدال سے کام لیں۔ جب بھوک لگے تب کھائیں

اور جب تھوڑی بھوک باقی رہے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیں۔ نہ اتنا کم کھائیں کہ کمزوری بڑھ جائے اور عبادت کرنے کے قابل نہ رہ جائے اور نہ اتنا زیادہ کھائیں کہ بدہضمی ہوجائے اور مختلف بیماریاں لاحق ہوجائیں۔ زیادہ کھانا بیماریاں پیدا کرتا ہے اور بدبختی لاتا ہے۔ ایسا کرنے سے خیر و برکت ختم ہوجاتی ہے۔ (اس حدیث کی تشریح کے ساتھ ساتھ درس ۱۰ اور درس ۱۱ یعنی کھانے پینے کے اسلامی آداب کا ایک بار پھر آموختہ کرلیں تو مناسب ہے)۔

عملی کام (۱) سلام کی عادت ڈالیں اور بچوں کو بھی سلام کرنے کا عادی بنائیں۔ (۲) طہارت اور پاکیزگی کا ہمیشہ خیال رکھیں۔ (۳) بزرگوں کا احترام کرتے رہیں۔ (۴) بدزبانی سے ہمیشہ پرہیز کرتے رہیں اور اپنے بچوں کو بھی بچائیں۔ (۵) کھانے پینے میں احتیاط سے کام لیتے رہیں۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادریؒ۔ سبزی منڈی۔ حیدرآباد (اے۔پی)

بتاریخ:۔ ۳۰ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۹۴ء

نشان سلسلہ	گھر کے افراد کے نام	درس ۱۶ کتنا یاد ہے؟	نمازوں کی پابندی کتنی ہے؟
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت منجانب:۔ شیخ اسمٰعیل ذبیح زاقی۔ محلہ سبزی منڈی حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۱۸ - تجوید کی اہمیت

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۰ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۰ (المزمل - آیت ۴) اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا اور قرآن کو ترتیل سے پڑھا کرو۔ ترتیل کا مطلب یہ ہیکہ آیات کو آہستگی کے ساتھ معنی و مطالب پر غور کرتے ہوئے پڑھنا۔

تجوید کے معنی تجوید کے لفظی معنی آراستہ کرنے یا سنوارنے یا درست کرنے کے ہیں۔ تجوید قراءت قرآن حکیم کا فن ہے جس کو سیکھنے سے قرآن صحیح پڑھ سکتے ہیں اور چھوٹی یا بڑی غلطیوں سے بچ جاتے ہیں۔ اور تجوید سے نہ پڑھنے کی وجہہ سے بے شمار غلطیاں ہوتی ہیں۔

تجوید کے متعلق حضور اکرمؐ کا فرمان ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " مَنْ لَمْ یُجَوِّدُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ اٰثِمٌ " یعنی جو قرآن مجید کو تجوید سے نہیں پڑھتا وہ گناہ گار ہے۔ اسی حدیث کو سامنے رکھ کر فقہ کا یہ مسئلہ بنایا گیا کہ " قرآن حکیم کا جتنا حصہ نماز میں پڑھا جاتا ہے یعنی سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ تجوید سے پڑھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض عین ہے اور تمام قرآن مجید تجوید سے پڑھنا فرض کفایہ ہے"۔

تجوید کی تین کیفیتیں قرآن حکیم کو صحیح طریقے سے پڑھنے کے تین طریقے ہیں (۱) ترتیل جسکی تعریف اوپر گزری۔ (۲) حَدَر - یعنی قرآن کو تیز تیز مگر حروف کے مخارج اور صفات کی صحیح ادائیگی سے پڑھنا۔ (۳) تَدْوِیر - یعنی قرآن کو نہ آہستہ پڑھنا نہ تیز پڑھنا بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا۔ ان تینوں صحیح طریقوں میں بھی اللہ تعالے نے تَرْتِیْل کو ترجیح دی ہے۔

تجوید کا سیکھنا لازمی ہے مشہور قاری حضرت امام جزری رحؒ کا قول ہیکہ تجوید کے علم کا سیکھنا لازمی ہے کیونکہ اللہ تبارک تعالے نے

قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور حضرت جبریلؑ نے تجوید سے پڑھنے کا طریقہ رسول اللہ ؐ کو بتایا اور حضورؐ نے صحابہ کرام کو سکھایا اور تمام واسطوں سے ہم تک پہنچا ہے۔ تجوید کوئی نیا علم نہیں ہے بلکہ قدیم ترین ہے۔ قرآن کی تلاوت چونکہ دس طریقے پر ہے جسے قراءت عشرہ کہتے ہیں :۔

تجوید کے پانچ اصول فن تجوید کے پانچ اصول ہیں اور ان ہی پانچ اصولوں پر اس فن کا انحصار ہے۔ (۱) مخارجِ حروف (۲) صفاتِ حروف (۳) حروف اور الفاظ کا ملانا۔ (۴) ابتداء یعنی شروع کرنا۔ (۵) وقف یعنی ٹھہرنا۔ ان میں سے ہر ایک کی تفصیل تجوید کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہاں مختصراً لکھا جاتا ہے :۔

۱۔ مخارجِ حروف حرف کے نکلنے کی جگہ کو مخرج کہتے ہیں۔ مخرج کی جمع مخارج ہے۔ جملہ عربی حروف کی تعداد (۲۹) ہے اور مخارج کی تعداد (۱۷) ہے بعض مخرج سے ایک ہی حرف نکلتا ہے۔ جیسے "ض" زبان کے کنارے اور داڑھوں سے نکلتا ہے۔ بعض مخرج سے دو حروف نکلتے ہیں جیسے "ع اور ح" کا مخرج درمیانی حلق ہے۔ بعض مخرج سے تین حروف نکلتے ہیں جیسے "ت، د اور ط" کا مخرج زبان کی نوک کو اوپر کے بڑے دانتوں کی جڑ پر لگانا ہے۔ جو حرف جس مخرج سے نکلتا ہے اُس کو وہیں سے نکالنا ضروری ہے ورنہ غلطیاں ہوتی ہیں مثال کے طور پر ح اور ہ کی آواز کا بظاہر فرق نہیں ہے۔ مگر فنِ تجوید میں دونوں کا مخرج الگ ہے اور ح کے بجائے ہ کی آواز نکالیں تو یہ غلطی کہلاتی ہے اور اس لفظ کے معنی بدل جاتے ہیں جیسے اَلْحَمْدُ میں ح کی آواز صحیح نہ نکلے تو ہ بن جاتا ہے اَلْحَمْدُ کے معنی تعریف اور اَلْهَمْدُ کے معنی بنجر زمین کے ہیں۔ تمام حروف کی ادائیگی تجوید جاننے والے سے سیکھ لیں :۔

۲۔ صفاتِ حروف حروف کی اُن کیفیات کو صفات کہتے ہیں جن کے ذریعے ایک ہی مخرج سے نکلنے والے یا آواز میں مشابہت رکھنے والے حروف بہ آسانی پہچانے جا سکتے ہیں۔ ہر حرف کی کم سے کم پانچ صفات ہوتی ہیں جنھیں اضدادیہ کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض بعض حروف میں کچھ اضافی صفات ہوتی ہیں جنہیں غیر اضدادیہ کہتے ہیں۔

جیسے ز، س اور ص کی ادائیگی میں سیٹی کے جیسی آواز نکلتی ہے جسے صَفِیرَہ کہتے ہیں۔ یہ صفت باقی دوسرے حروف میں نہیں پائی جاتی۔ صفات کی اہمیت اس بات سے لگائی جاسکتی ہے کہ صفت صحیح ادا ہونے سے غلطیاں نہیں ہوتیں۔ اگر صفات صحیح ادا نہ کئے جائیں تو غلطیاں سرزد ہوتی ہیں اور الفاظ کے معنوں میں تبدیلی آجاتی ہے مثلاً سورۂ قریش کی ایک آیت یہ ہے رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ۝ اس میں صَیْف کے معنی موسم گرما کے ہیں اگر ص کی صفت صحیح نہ نکلے تو یہ س بن جاتا ہے اور یہ لفظ سَیْف ہو جاتا ہے جس کے معنی تلوار کے ہیں اور اس طرح منشائے خداوندی میں نمایاں فرق آجاتا ہے جو غلطی میں شمار ہے۔ ص کی آواز موٹی نکلتی ہے جبکہ س کی آواز باریک نکلتی ہے۔ اسی طرح ذ، ز، ض اور ظ میں بظاہر فرق نہیں مگر صفات کے لحاظ سے بہت زیادہ فرق ہے۔ اگر صحیح صفات کا خیال نہ رکھیں تو ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف ادا ہوتا ہے جو فنِ تجوید کے لحاظ سے غلطی کہلاتی ہے۔ حروف کی صفات تجوید کے استاد سے سیکھیں۔

۳۔ حروف اور الفاظ کا ملانا

ایک حرف کا دوسرے حرف سے ملنا یا ایک لفظ کا دوسرے لفظ سے ملنا ادغام کہلاتا ہے۔

میم اور نون کے قواعد میں ادغام کا قاعدہ شامل ہے۔ نون ساکن یا تنوین کے بعد اگر "م، ن، و یا ی" ہو تو غنہ کرتے ہوئے ادغام کیا جائے گا جیسے مَنۡ يَّقُوۡلُ اور ذُرِّيَّةً مِّنۡ وغیرہ۔ اور اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد ر یا ل ہو تو بلا غنہ ادغام ہوگا۔ مثلاً مِنۡ رَّبِّهِمۡ اور مِنۡ لَّدُنۡ وغیرہ۔ اگر میم ساکن کے بعد میم آئے تو غنّے کے ساتھ ادغام ضروری ہے جیسے فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ اور لَكُمۡ مَّا وغیرہ۔ اگر ایک لفظ میں دو حرف ایک ساکن اور متحرک ہوں تو ادغام کیا جائے مثلاً سَلَكَكُمۡ کو سَلَكْكُمْ پڑھیں۔

۴۔ ابتداء یعنی شروع کرنا

قراءت قرآن کی ابتداء میں تعوذ یعنی اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ اور اس کے بعد تسمیہ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھنا ضروری ہے۔

ابتداء کے سلسلے میں یہ دو قاعدے یاد رکھیں۔ ۱۔ اگر کسی آیت کے آخری لفظ پر وقف نہ کریں اور دوسری آیت کے پہلے لفظ کو ملا کر پڑھیں تو اس پہلے لفظ کے پہلے حرف کی حرکت گر جاتی ہے۔ اس مثال سے سمجھئے۔۔۔۔ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝ اِهۡدِنَا ۔۔۔۔ (الفاتحہ) (اس مثال میں اِهۡدِنَا کی الف کا زیر گر گیا ہے) ۲۔ آیت کے درمیان کسی لفظ پر سانس ٹوٹنے کی وجہ سے رُک جائیں تو پھر اسی لفظ سے ابتداء کریں۔ اسی لفظ سے شروع کرنے کی صورت میں اس کے تیسرے حرف پر جو اعراب ہے اسے پہلے حرف پر لگا کر پڑھیں جیسے

اَلْعُمُرِ پر ٹھہر کر اسی لفظ سے شروع کریں تو اسکے تیسرے حرف یعنی "ع" پر پیش ہے "اُ" سے "الف" پر لگاکر "اُعْمُرِ" پڑھیں۔
اگر مرکب لفظ پر رکیں تو مرکب دونوں الفاظ کو دہرانا ضروری ہے جیسے وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ...... پر ٹھہریں تو اَلصَّلٰوۃَ
سے ابتداء نہ کریں بلکہ وَاَقِیْمُوا سے ابتداء کریں (مزید قواعد تجوید کی کتابوں میں دیکھ لیں)۔

وقف یعنی ٹھہرنا کسی لفظ پر ٹھہرنے کے ضروری قواعد چار ہیں ۱۔ لفظ کے آخر حرف کو اگر ایک زبر، ایک زیر، ایک پیش ہو یا دو زیر یا دو پیش ہو تو وقف کی صورت میں جزم لگا دیں جیسے مِنَ الْجِبَالِ سے مِنَ الْجِبَالْ۔ اور رَجُلٌ رَشِیْدٌ سے رَجُلْ رَشِیْدْ وغیرہ ۲۔ لفظ کے آخر میں دو زبر ہو تو وقف کی حالت میں ایک زبر سے پڑھیں جیسے اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا سے تَوَّابَا۔ ۳۔ لفظ کے آخر میں گول "ت" (ۃ) ہو اور اس پر کوئی بھی اعراب ہو اگر وقف کریں تو ۃ کو ہ سے بدل کر جزم لگائیں جیسے اَلْبَیِّنَۃُ سے اَلْبَیِّنَہْ۔ ۴۔ لفظ کے آخر میں بغیر اعراب کی "ی" ہو تو ٹھہرنے پر کوئی تبدیلی نہیں آئے گی جیسے وَالضُّحٰی ۝ ضروری بات :۔ ان قواعد کے علاوہ لام جلالہ، ر، م، ن اور ہ کے قواعد اور مد کے اقسام اور رموز اوقاف کی تفصیل تجوید کی کتابوں میں دیکھ لیں۔

عملی کام ۱۔ سب سے پہلے نماز میں پڑھی جانیوالی سورتوں کو تجوید سے پڑھنے کی مشق کریں ۲۔ کسی قاری کو مخارج اور صفات حروف سنا کر اصلاح کرلیں ۳۔ پورے قواعد یاد کرکے مکمل قرآن تجوید سے پڑھیں۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین درگاہ حضرت سید عبدالرزاق قادریؒ سبزی منڈی حیدرآباد۔ (آے پی)

بتاریخ :۔ ۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۹۴ء

سلسلہ نشان	افراد کے نام	درس کتنا یاد ہے	سابقہ دروس کتنے یاد ہیں
۱			
۲			
۳			
۴			

طباعت من جانب :۔ **محمد عبدالحمید** - اڈیشنل اسسٹنٹ انجنیئر (محکمہ برقی)
محلہ مستعد پورہ - حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۱۹۔ پانچ اور چھ سال کی عمر والوں کو کیا سکھائیں؟

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ (العلق۔ آیت ۱) اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا "پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے (تمہیں) پیدا کیا"۔ قرآن میں سب سے پہلے سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیتیں نازل ہوئیں۔ جس کی پہلی آیت یہی ہے ؎

قرآن خوانی کی ابتداء

بچہ یا بچی جب پانچویں سال میں قدم رکھیں تو کسی دینی مدرسے میں (جو گھر سے نزدیک ہو) شریک کرائیں۔ عموماً ہر مسجد میں صباحی مدرسوں میں دینی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے۔ وہاں پابندی سے بھیجا کریں۔ یہ جو غلط قاعدہ ہے کہ چار سال چار ماہ چار دن کے ہونے پر ہی بسم اللہ کی تقریب کر کے قرآن کی ابتداء کرتے ہیں۔ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ اگر بچہ یا بچی ذہین ہوں تو چار سال کی عمر کے دوران ہی قرآن خوانی کیلئے دینی مدرسے میں بھیجیں۔ مدرسے کے علاوہ گھر میں ماں یا باپ یا دادا دادی یا بڑا بھائی یا بڑی بہن کوئی بھی کم از کم دس منٹ آموختہ سن لیں تو بہتر ہے۔ صرف مدرسے کی تعلیم پر اکتفاء نہ کریں ؎

ہر کام میں بسم اللہ کہنا سکھائیں

پانچ سال کی عمر کے بچے یا بچی میں اتنا شعور تو آجاتا ہے کہ انہیں جو بات سکھائیں سیکھ لیتے ہیں۔ چاہے اچھی بات ہو یا بری بات۔

جہاں تک ہو سکے اپنی اولاد کو اچھی باتیں ہی سکھائیں۔ بچے کو یہ نصیحت کرتے رہیں کہ ہر کام میں کم از کم بسم اللہ ضرور کہے۔ کھانے سے پہلے، پانی پینے سے پہلے، کوئی میوہ کھانے سے پہلے، بسکٹ یا چاکلیٹ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہنا سکھائیں۔ اسی طرح کرتا یا پاجامہ یا جوتا پہنتے وقت بھی بچے سے کہیں کہ پہلے بسم اللہ کہو پھر کپڑے پہنو یا جوتا یا چپل پہنو۔

گفتگو کیسے سکھائیں؟

عموماً ماں باپ بچوں کو گفتگو سکھانے کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ حالانکہ بچہ یا بچی جب اچھی طرح باتیں کرنے لگیں تو انہیں سکھائیں کہ ہر ایک کو آپ کہہ کر مخاطب کریں۔ اپنے بھائیوں سے، بہنوں سے گھر کے دیگر افراد سے ہمیشہ آپ کہا کریں۔ یہاں تک کہ اپنے چھوٹے بہن یا بھائی سے بھی آپ کہیں۔ اگر کوئی مرد یا عورت ملاقات کیلئے آئے تو بچے سے کہیں کہ اُن سے پوچھو آپ کا نام کیا ہے؟ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ وغیرہ۔ ماں باپ بھی اپنی اولاد کو آپ کہہ کر بلائیں۔ بچوں کو تُو، تم، تیرا، تجھے جیسے الفاظ نہ سکھائیں بلکہ آپ، آپ کا، آپکو غرض ہر جملے میں آپ کا لفظ شامل رکھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اَکْرِمُوا اَوْلَادَکُمْ" یعنی تمہاری اولاد کی تم عزت کرو۔ مطلب یہ کہ انھیں اچھے الفاظ سے بلاؤ۔

اپنی اولاد سے محبت سے پیش آئیں

عام طور پر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ماں یا باپ دونوں بھی اپنی اولاد سے محبت سے پیش نہیں آتے بلکہ بات بات پر انہیں مار پیٹ کرتے ہیں اور جاہل والدین بد دعاء دیتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ اِن باتوں سے بچوں کے ذہن پر غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ایسے بچے بڑے ہو کر ماں باپ سے بغاوت کرتے ہیں یا گھر چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ والدین کیلئے ضروری ہے کہ کبھی کبھی بچوں پر سختی کریں ہر وقت نہیں۔ ہمیشہ انھیں پیار سے سمجھائیں۔ اُن کے ساتھ کچھ وقت گزاریں۔ اُن کے کھیل کود میں ساتھ دیں۔ اُن کی تعلیم پر توجہ دیں۔ ایسا کرنے سے بچے اپنے والدین

سے بہت مانوس ہوتے ہیں اور بڑے ہو کر ماں باپ کا نام روشن کرتے ہیں۔

آنحضرتؐ کا اپنے نواسوں سے لاڈ و پیار

رسول عربیؐ جب کبھی اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لے جاتے تو فرماتے "فاطمہ! میرے بچے کہاں ہیں؟ انہیں میرے پاس لاؤ"۔ حضرت فاطمہؓ اپنے دونوں بچوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو آپ کے پاس لاتیں تو حضورؐ دونوں نواسوں کو اپنے سینے سے لپٹا لیتے۔ انہیں چومتے اور دونوں کے رخساروں پر اپنا دہن مبارک اور ناک رکھ کر اس طرح پیار فرماتے گویا انہیں سونگھ رہے ہیں۔ ایک مرتبہ آنحضرتؐ مسجد نبویؐ میں حسنؓ اور حسینؓ کو پیار کر رہے تھے کہ وہاں ایک سردار اقرع بن حابسؓ آئے اور یہ منظر دیکھ کر کہا "مجھے خدا نے دس بچے دیئے ہیں۔ بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی۔ مگر میں نے آج تک کسی بچے کو پیار نہیں کیا"۔ حضور انورؐ نے فرمایا "اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ یاد رکھو کہ جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا"۔

بچوں کی شرارت پر کیا کریں؟

پانچ چھ سال کی عمر کے بچے نت نئی شرارتیں کرتے ہیں۔ یہ ان کی فطرت میں داخل ہے۔ ہر شرارت پر بچوں کو مار پیٹ نہ کریں کیونکہ شرارت ذہانت کی علامت ہے۔ جو بچہ جتنا زیادہ شریر ہوتا ہے وہ بڑا ہو کر اتنا زیادہ ذہین ہوتا ہے اور تعلیم میں زیادہ نمبرات لاتا ہے۔ شرارت دراصل بچے کے ذہن کی پیداوار ہے۔ وہ اپنے ذہن سے سوچ کر نئی نئی شرارتیں کرتا ہے اس لئے شرارت کرنے پر بچوں کو جھڑکنا، ڈانٹنا، گالیاں دینا، کوسنا یا مارنا نہیں چاہیئے بلکہ محبت اور نرمی سے سمجھانا چاہیے۔ بچہ یا بچی اگر ایسی شرارت کرے جس سے کسی کو تکلیف پہنچے یا کوئی نقصان کر دے تو ایک دو بار سمجھا دیں اگر پھر تکلیف دہ شرارت کرے تو ہاتھ یا لکڑی سے ماریں۔

بچوں کو یاد دلانے کی باتیں

پانچ اور چھ سال کی عمر کے بچوں کو درج ذیل باتیں سکھانا ضروری ہے۔ اسلام کے معنی، مسلم کے معنی، اللہ کے متعلق ضروری باتیں (درس میں سے کچھ باتیں یاد دلائیں)۔ کلمہ طیبہ کے معنی۔ حضورؐ کا اسم مبارک، والدین اور دادا کا نام، کہاں پیدا ہوئے؟ کہاں وصال ہوا؟ عمر شریف کتنی تھی؟ اسلام کے فرائض کے نام ترتیب سے۔ سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص، سورۂ کوثر اور سورۂ عصر زبانی یاد دلائیں۔ دو الفاظ پر مشتمل یہ احادیث مع ترجمہ سکھائیں (۱) اَلدِّیْنُ یُسْرٌ (دین آسان ہے) (۲) اَلصِّدْقُ طُمَانِیْنَۃٌ (سچ سے اطمینان حاصل ہوتا ہے) (۳) اَلْکِذْبُ رِیْبَۃٌ (جھوٹ پریشانی میں ڈالتا ہے) (۴) لَا تَغْضَبْ (غصہ مت کرو) (۵) اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ (روزہ ڈھال ہے)۔ ان پانچوں احادیث کو یاد دلا کر ان پر عمل کرتے رہنے کی نصیحت کریں۔

اسلامی اور اخلاقی کہانیاں سنائیں

ماں باپ، دادا دادی یا نانا نانی چھوٹے بچوں کو ادھر اُدھر کے بیکار قصّے کہانیاں سناتے ہیں جن سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ بچوں کو اسلامی اور اخلاقی کہانیاں سنائیں۔ حضور ؐ کی سیرتِ طیبہ کے کچھ واقعات، بعض صحابۂ کرام کی بہادری کے اور آپسی محبت و ہمدردی کے واقعات، بزرگانِ دین کے بعض واقعات بچوں کو سناتے رہیں اور بار بار دہراتے بھی رہیں تاکہ بچوں کے دماغ میں اچھی طرح بیٹھ جائیں کیونکہ عربی زبان کی مشہور کہاوت ہے اَلْحِفْظُ فِی الصِّغَرِ کَالنَّقْشِ فِی الْحَجَرِ۔ یعنی چھوٹے پن میں یاد کرنا پتھر کی لکیر کے مانند ہوتا ہے۔ اسلامی واقعات کے علاوہ اخلاقی کہانیاں (حصہ اول) میں سے سنائیں۔ **نوٹ:** سات سال سے کم عمر کے بچوں کو مسجد نہ لے جائیں اور اگر لے جائیں تو صف کے آخر میں کھڑا کریں۔ نہ اپنے بازو کھڑا کریں نہ دوسروں کے۔

عملی کام

(۱) بچوں اور بچیوں کو دینی امور میں شریک کرائیں (۲) ہر کام میں بسم اللہ کہنا سکھائیں (۳) اچھی گفتگو کی عادت ڈالیں۔ (۴) شرارتوں پر درگزر کریں اگر حد سے بڑھ جائے تو ماریں۔ (۵) یاد دلانے کی تمام باتیں یاد دلائیں اور دہراتے رہیں (۶) اسلامی اور اخلاقی کہانیاں سنائیں اور بچوں سے سنیں۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادری۔ سبزی منڈی حیدرآباد (آے پی)

بتاریخ: ۹ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۸ اگست ۱۹۹۴ء

نشان سلسلہ	گھر کے افراد کے نام	درس کتنا یاد ہے؟	نمازوں کی پابندی کتنی ہے؟
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طبع کردہ منجانب سید عبدالمتعال قادری عرف حماد پاشاہ۔ سبزی منڈی حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۲۰۔ صحت کے اصول (حصہ اوّل)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ " وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ۝ (الشعراء: ۸۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے پروردگارِ عالم کی کئی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا " اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے "۔

صحت کے اصول کیا ہیں؟

انسان کے جسم میں مختلف وجوہات سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جو صحت کو متاثر کرتی ہیں۔ صحت کی حفاظت اور تندرستی قائم رکھنے کے کچھ اصول ہیں۔ جنھیں سب جانتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے مختلف امراض کا شکار ہوتے ہیں۔ صحت قائم رکھنے کے اہم اصول یہ ہیں۔ ۱۔ جسم کی صفائی ۲۔ کپڑوں کی صفائی ۳۔ دانتوں کی صفائی ۴۔ کھانے میں احتیاط ۵۔ صاف پانی کا استعمال ۶۔ ہلکی ورزش ۷۔ آرام کرنا یعنی نیند لینا وغیرہ — ان اصولی باتوں سے سب واقف ہیں مگر ان میں تفریط (کمی) کرتے ہیں یا افراط (زیادتی) کر دیتے ہیں۔ حالانکہ کمی اور زیادتی دونوں سے صحت پر اثر پڑتا ہے جیسے کھانے پینے کی زیادتی ہو تو مرض لاحق ہوتا ہے اور نیند کی کمی ہو تو صحت متاثر ہوتی ہے۔

اعتدال ضروری ہے

صحت کو قائم رکھنے کیلئے ہر بات میں اعتدال ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا " خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا " بہترین کام وہ ہیں جو درمیانی ہوں۔ نہ زیادہ نہ کم۔ بعض وقت اعتدال سے کام نہ لینے کے باعث کوئی چھوٹا سا مرض بھی جسم میں پیدا

ہو جائے تو صحت کو برباد کر دیتا ہے۔ جیسے دیمک اندر ہی اندر کتابوں اور کپڑوں کو چاٹ جاتی ہے اور اوپر سے پتہ نہیں چلتا یا گھن لکڑی کو اندر سے کھا کر کھوکھلا کر دیتا ہے اور بظاہر لکڑی اوپر سے صحیح سالم نظر آتی ہے اور ایک دم ٹوٹ جاتی ہے اسی طرح کسی مرض کو معمولی سمجھنا اور لاپرواہی سے علاج نہ کرنا اور بے احتیاطی سے کام لینا نادانی ہے ۔

کھانے پینے میں بہت احتیاط کریں

اللہ رب العزت کا فرمان ہے "وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝ (الاعراف-۳۱) یعنی اور کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو بے شک وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ بعض لوگ دعوتوں میں بے تحاشہ کھاتے ہیں اور بدہضمی کا یا اجابتوں کا شکار ہوتے ہیں۔ گھر کی روزانہ کی غذاء نقصان نہیں پہنچاتی کیونکہ ان میں چکنائی کم ہوتی ہے مگر دعوتوں کی غذاؤں میں گھی اور تیل کی وجہ سے معدے کا ہضمی نظام متاثر ہوتا ہے۔ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدۂ بردہ میں کہا ہے

کَمْ حَسَّنَتْ لَذَّةً لِّلْمَرْءِ قَاتِلَةً ؏ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَدْرِ اَنَّ السَّمَّ فِی الدَّسَمِ

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ "کتنی لذیذ چیزیں انسان کو بھلی لگتی ہیں (مگر وہ انسان کی صحت کے لئے) قاتل ہوتی ہیں (یعنی ایسی لذت والی چیزوں کا استعمال صحت کو بگاڑ دیتا ہے) انسان نہیں جانتا کہ بے شک چکنائی میں زہر ہوتا ہے (یعنی چکنائی والی غذا انسان کیلئے گویا زہر کا اثر رکھتی ہیں)۔

معدہ امراض کا گھر ہے

ہم جو کچھ کھاتے پیتے ہیں وہ سب معدے میں جاتا ہے۔ اگر جلد ہضم ہونے والی غذائیں کھائیں تو معدہ غذا کو جلد ہضم کر دیتا ہے۔ ایسی غذاؤں میں عموماً چکنائی کم ہوتی ہے جیسے ترکاریاں، دالیں، چپاتی، جوار کی روٹی وغیرہ۔ لیکن اگر مرغن (گھی اور تیل والی) غذائیں مسلسل اور زیادہ استعمال کریں جیسے روغنی روٹی، بریانی، چکنا گوشت، مسکہ، بالائی، مٹھائی اور دوسرے میٹھے وغیرہ۔ ایسی غذائیں دیر سے ہضم ہوتی ہیں اور کوئی نہ کوئی مرض پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اسی لئے معدے کو بیماریوں کا گھر کہا جاتا ہے۔ ایسی مرغن اور دیر ہضم

غذاؤں کی وجہ سے نت نئی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں (درس ۱۰ کو ایک مرتبہ دہرالیں)۔

مشروب میں احتیاط

مشروب یعنی پینے کی اشیاء جیسے پانی، چائے، کافی، شربت، شہد، دودھ اور ہڈیوں یا ترکاریوں کا سوپ وغیرہ کہلاتی ہیں۔ پانی پینے کے اسلامی آداب جو مقرر ہیں ان کو ذہن میں رکھتے ہوئے پئیں۔ ایک دم غٹاغٹ پانی پینا منع ہے۔ (درس ۱۱ کو ایک بار دہرالیں تاکہ پانی کے مسائل پورے یاد ہو جائیں) چائے اور کافی کا استعمال اعتدال کے ساتھ مناسب ہے۔ اس کی زیادتی ہاضمے کو خراب کرتا ہے اور نیند کو کم کرتی۔ خصوصاً کسی بھی کھانے سے قبل چائے نہ پئیں اور سونے سے قبل بھی استعمال نہ کریں۔ اور چائے یا کافی پینے سے قبل یا بعد پانی بھی نہ پئیں۔ پہلے پانی پینے سے گیاس پیدا ہوتی ہیں اور بعد میں پانی پینے سے ہاضمہ بگڑ جاتا ہے اور دانتوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ سستی یا تکان دور کرنے یا بے وقت کی نیند کو بھگانے کیلئے چائے یا کافی پینا بہتر ہے۔

شربتوں کا استعمال

مختلف اقسام کے شربت اور مختلف قسم کے پھلوں کے رس بازاروں میں بند شیشوں میں ملتے ہیں۔ موسم گرما میں کبھی کبھار پی لیں تو کوئی حرج نہیں مگر سرما اور بارش کے دنوں میں شربتوں کے استعمال سے حلق میں خراش پیدا ہونے کے علاوہ آواز بھی متاثر ہوتی ہے اور خشک کھانسی شروع ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں بعض مشروبات میں الکوحل اور دوسری حرام اشیاء ملائی جاتی ہیں۔ اسلئے ممکنہ حد تک بچتے رہیں۔

شہد میں شفاء ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا "فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ" (النحل ۶۹) یعنی اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے۔ شہد بہت فوائد رکھتا ہے۔ اس میں حیاتین، پروتین اور شکر کا خاص مرکب ہوتا ہے۔ موسم سرما میں ایک چمچہ شہد ایک پیالی پانی میں ڈال کر اچھی طرح چمچے سے ہلا کر پینے سے جسم میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ اسے ماءُ العسل (شہد کا پانی) کہتے ہیں۔ یہ بازار میں تیار بھی مل جاتا ہے۔ اسے بچے اور بڑے سب استعمال کر سکتے ہیں۔ یونانی کئی ادویہ میں خصوصاً حلووں میں شہد مناسب مقدار میں ملاتے ہیں۔ طبیب روحانی و جسمانی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے امراض میں شہد کا استعمال موثر بیان فرمایا۔

دودھ کا استعمال

فرمانِ باری تعالیٰ ہے "..... لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ (النحل ۶۶)

یعنی "ہم تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کیلئے خوشگوار ہے" حلال جانوروں جیسے بکری، گائے، بھینس اور اونٹنی کا دودھ مناسب مقدار میں استعمال کرنے سے بدن فربہ ہوتا ہے۔ دودھ میں پروٹین کے علاوہ شکر، چربی اور معمولی مقدار میں نمکیات بھی ہوتے ہیں اور جسم انسانی کیلئے مفید ہے۔ کچا دودھ بھی پی سکتے ہیں مگر ایک بار جوش دے کر استعمال کرنا بہتر ہے ۔۔

ہڈیوں یا ترکاریوں کا سوپ

ہڈیوں یا ترکاریوں کا سوپ صحت کیلئے فائدہ مند ہے بالخصوص بڑھنے والے بچوں کیلئے، بیماری سے صحت یاب ہونے کے بعد کمزوری دور کرنے کیلئے، زچہ کیلئے، ادھیڑ عمر اور ضعیف العمر افراد کیلئے اسکا استعمال بہتر ہے۔ ہر موسم میں اسے بنا کر پی سکتے ہیں مگر مسلسل استعمال مناسب نہیں ہفتے میں دو بار یا ایک بار سوپ پینا ٹھیک ہے۔ کمزوری کی صورت میں ایک دن آڑ چند دن استعمال کریں

عملی کام:- (۱) صحت کے اصولوں پر ہمیشہ عمل کرتے رہیں (۲) کھانے پینے میں اعتدال سے کام لیتے رہیں ۔۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادریؒ - سبزی منڈی، حیدرآباد (آے۔پی)

بتاریخ:- ۲۴ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ مطابق ۳۱ اکٹوبر ۱۹۹۴ء۔

نشان سلسلہ	افراد کے نام	درس ۱۹ کتنا یاد ہے ؟	سابقہ دروس کتنے یاد ہیں ؟
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت منجانب :- سید عبدالمستعان قادری عرف منقاد پاشاہ

سبزی منڈی - حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتی و اصلاحی درس

درس ۲۱۔ صحت کے اُصول (حصہ دوم)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ قَالَ اللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ "وَّجَعَلْنَا نَوْمَکُمْ سُبَاتًا ۝ وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا ۝ وَّجَعَلْنَا النَّھَارَ مَعَاشًا ۝ (النبا ۹ تا ۱۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اور ہم نے نیند کو تمہارے لئے موجب آرام بنایا۔ اور ہم نے رات کو پردہ (پوشی) والی بنایا اور ہم نے دن کو معاش (کی تلاش کا وقت) قرار دیا"۔

نیند صحت قائم رکھنے کیلئے لازمی ہے

صحت و تندرستی قائم رکھنے کیلئے مناسب نیند اور آرام بہت ضروری ہے۔ آدمی دن بھر مختلف کاموں میں ۱۵ تا ۱۸ گھنٹے مصروف رہتا ہے۔ مسلسل کام کرنے سے، سخت محنت سے، چلنے پھرنے سے اور لکھنے پڑھنے سے تکان پیدا ہوتی ہے۔ تکان دور کرنے اور بدن اور دماغ کو سکون دینے کیلئے سونا لازمی ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے فرمایا کہ "ہم نے رات سکون لینے اور دن معاش حاصل کرنے بنایا ہے"۔

نیند لینے کی مقررہ مقدار

مختلف عمر کے لحاظ سے نیند لینے کی مقدار مقرر ہے۔ نوزائیدہ بچے کو ۲۴ گھنٹوں میں ۲۰ گھنٹے سونا ضروری ہے۔ ایک تا تین سال کے بچوں کو ۱۶ گھنٹے، ۴ تا ۷ سال والوں کیلئے ۱۲ گھنٹے، ۸ تا ۱۲ سال کیلئے ۸ گھنٹے، ۱۳ تا ۱۷ کیلئے ۷ گھنٹے، ۱۸ تا ۴۰ سال کی عمر والوں کیلئے ۶ گھنٹے، ۴۱ تا ۵۵ سال کیلئے ۷ گھنٹے اور ۵۶ سال سے زیادہ عمر والے مردوں اور عورتوں کیلئے ۸ تا ۱۰ گھنٹے نیند لازمی ہے۔ اگر مقررہ مقدار میں نیند نہ ہو تو صحت متاثر ہوتی ہے۔ علی الصبح نیند سے اُٹھ جانا اور رات میں جلد سونا بہتر ہے۔ بچوں کو بھی جلد سو جانے کی

عادت ڈالیں- بچے اور بڑے رات میں دیر تک نہ جاگیں - دِن میں دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑا لیٹ جانا مناسب ہے جسے قیلولہ کہتے ہیں -عربی کہاوت ہے "تَغَدَّ تَمَدَّ تَعَشَّ تَمَشَّ" یعنی دوپہر کا کھانا کھا کر دراز ہوجاؤ اور شام کے کھانے کے بعد ٹہلو- شام کے کھانے اور سونے کے درمیان کم از کم ایک گھنٹے کا وقفہ رکھیں- کھاتے ہی سوجانے سے ہاضمہ خراب ہوکر صحت بگڑ جاتی ہے ۔

جسم کی صفائی

اپنے جسم کو ہمیشہ صاف ستھرا اور پاک رکھنا چاہیے -حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تاکید فرمائی تھی کہ جمعے کے دِن غسل کیا کریں - اس لئے ہفتے میں ایک بار اور بطورِ خاص جمعے کے دِن غسل کرنا سُنّت ہے (غسل کا سُنّت اور صحیح طریقہ ایک بار پڑھ لیں) عرب میں چونکہ پانی کی قلت تھی اس لئے آنحضرتؐ نے سات دِن میں کم از کم ایک دِن غسل کی تاکید کی تھی - ہمارے ملک میں پانی کی قِلت نہیں ہے اِس لئے ہفتے میں دو دِن غسل کرکے جسم کی صفائی کرنا مناسب ہے۔ موسم گرما میں ضرورتاً ایک دِن آڑ یا دو دِن آڑ غسل کرنا بہتر ہے -لیکن روزانہ نہانا سُنّت نبوی نہیں ہے اور روز نہ نہانے سے صحت پر کوئی خراب اثر بھی نہیں پڑتا - یہ طریقہ غیر مسلموں کا ہے اس سے بھی بچنا چاہیے - ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا مفید ہوتا ہے مگر بعض افراد کو مزاج کے موافق نہیں ہوتا - اِس لئے نیم گرم پانی سے یا گرم پانی سے (جو مزاج کے موافق ہو) نہالیں ۔

غسل کے فائدے

اِنسان کی جلد میں لاتعداد باریک باریک سوراخ ہوتے ہیں جنھیں مسامات کہتے ہیں - اِن سے پسینے کا اخراج ہوتا ہے اگر مسامات بند ہوجائیں تو جلدی بیماریاں پیدا ہوتی ہے - غسل کرنے سے مسامات کھل جاتے ہیں ، جلدی بیماریاں نہیں ہوتیں ، خون میں خرابی پیدا نہیں ہوتی ہاضمہ ٹھیک رہتا ہے ، دورانِ خون تیز ہوتا ہے ، طبیعت ہشاش بشاش رہتی ہے تکان دور ہوتی ہے اور چُستی پیدا ہوتی ہے ۔

کپڑوں کی صفائی

اللہ جل جلالہٗ نے حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسری

ہی وحی نازل فرمائی تو حکم دیا "وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ (المدثر ۴) یعنی اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔ خدا نے پہلی اپنے کپڑوں کو پاک رکھنے کا حکم دیا۔ کفار و مشرکین میلے اور ناپاک لباس پہنتے تھے کیونکہ اُن کے پاس کپڑوں کی صفائی کی اہمیت نہیں تھی۔ بعض صحابہ بھی میلے کپڑوں میں مسجد نبویؐ میں آتے تھے جس سے پسینے کی بو علانیہ محسوس ہوتی تھی۔ سرورِ عالمؐ نے صحابہ کو میلے کپڑے دھو کر پہننے کی ہدایت دی۔ صاف کپڑے پہننا نماز کے شرائط میں سے ایک شرط ہے۔ ناپاک یا گندگی والے کپڑے پہن کر نماز پڑھیں تو نماز فاسد ہوتی ہے۔

پاک صاف کپڑے پہننے کے فوائد

کپڑے جب میلے ہو جاتے ہیں تو ان میں میل زیادہ رہتا ہے۔ میل جلد کے مسامات کو بند کر دیتا ہے جس سے پسینے کا اخراج نارمل طور پر نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے صاف پاک کپڑے پہننے سے مسامات کھلے رہتے ہیں جس سے جلدی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ طبیعت میں فرحت اور بشاشت پیدا ہوتی ہے، دل عبادات کی طرف مائل رہتا ہے۔ اللہ کی اور رسول اللہؐ کی خوشنودی کا باعث ہے۔

دانتوں کی صفائی

بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ معدے کی عمدگی، بدن کی تندرستی اور ہضمی نظام کی درستگی کا دارومدار دانتوں کی صفائی پر ہے۔ اکثر لوگ دانتوں کی صفائی پر کم توجہ دیتے ہیں جس کی وجہ سے دانتوں اور معدے کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو دانتوں کی صفائی کرائیں تاکہ بڑے ہونے پر بھی وہ اس اہم کام سے غفلت نہ کریں۔ روزانہ ناشتے سے قبل باریک منجن یا کسی ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کریں۔ نرم برش یا مسواک کا استعمال بھی مفید ہے۔ مگر برش زور سے نہ رگڑیں کیونکہ اس سے مسوڑھوں میں سے خون نکلتا ہے۔ اگر کسی کو اکثر خون نکلتا ہو تو مازو پھل باریک پیس کر دانتوں پر لگائیں۔ زیتون کے تیل میں نمک ملا کر دانتوں پر لگانے سے سفیدی آتی ہے۔

دانتوں کی حفاظت

ہمیشہ دانتوں کی حفاظت کریں۔ دانتوں میں بار بار خلال یا پن وغیرہ استعمال کرنے سے درمیان میں جگہ پیدا ہوتی ہے

جس سے دانت کمزور ہو کر گر جاتے ہیں۔ تمباکو اور پان دانتوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان سے بچتے رہیں۔ کبھی کبھی بغیر تمباکو کا پان کھا لیں تو حرج نہیں۔ برف چبانا یا بہت سرد پانی یا شربت پینا یا بہت گرم چائے یا کافی پینا بھی دانتوں کو کمزور کر دیتا ہے۔ ہر کھانے کے بعد دانتوں کو انگلی سے اچھی طرح صاف کر لیں۔ دانتوں کے درمیان بوٹی کا ریشہ یا ہڈی کا ریزہ پھنسا ہوا ہو تو نکال دیں اگر یہ دانتوں میں ہی لگا رہ جائے تو درد پیدا کرتا ہے اور دانتوں میں کیڑا لگ جاتا ہے ۔۔

ورزش کرنا

ورزش یا کسرت جسمانی صحت انسانی کو قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے۔ سب سے زیادہ وہی ورزش مفید ہے جس میں سر سے پیر تک تمام اعضاء حرکت کریں۔ اس کیلئے صبح کا وقت بہت موزوں ہوتا ہے۔ علی الصبح کھلی ہوا میں زور زور سے سانس لیں تاکہ تازہ اور صاف ہوا زیادہ مقدار میں پھیپھڑوں میں داخل ہو، دوران خون تیز ہو اور پسینہ نکل آئے۔ ورزش کرنے کے بعد تھوڑی دیر ٹھہریں تاکہ پسینہ خشک ہو جائے اس کے بعد چاہیں تو نہا لیں۔ پسینہ خشک ہونے سے پہلے نہانا مضر ہوتا ہے ۔۔

ورزش کے اصول

ورزش روزانہ پابندی کے ساتھ کرتے رہیں۔ صبح میں ۱۵ منٹ اور شام میں بھی کھانے سے تقریباً ایک گھنٹہ قبل ۱۵ منٹ ورزش کرنا کافی ہے۔ اگر شام میں ورزش کیلئے وقت نہ نکال سکیں تو صرف صبح ہی ۱۵ تا ۲۰ منٹ ورزش کریں۔ ورزش کرنے کے فوراً بعد کھانا نہ کھائیں۔ اسی طرح کھانے کے بعد بھی ورزش نہ کریں۔ ورزش بند کمرے میں نہ کریں بلکہ کھلے میدان یا بڑے ہال میں یا چھت کے اوپر کریں۔ دل کے کسی مرض میں یا متعدی امراض میں مبتلا افراد یا ریڑھ کی ہڈیوں کی خرابی والے لوگ تھکا دینے والی کسرت نہ کریں بلکہ بالکل ہلکی ورزش کریں ۔۔

ورزش کے اقسام

دماغی کام کرنے والے جیسے طالب علم، ادیب، استاد اور وکیل وغیرہ کی دماغی ورزش ہوتی ہے مگر جسمانی نہیں ہوتی اس کیلئے روزانہ صبح میں کھلے میدان میں تیز تیز چہل قدمی بہتر ہے۔ علاوہ ازیں ۵ تا ۱۰ منٹ کھڑے ہو کر آہستہ جھکتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو پیروں کو لگاتے رہیں یہی ورزش بیٹھ کر دونوں پیر لمبے کر کے بھی کی جا سکتی ہے۔ دماغی کام نہ کرنے والوں کیلئے بھی یہی مفید ہے۔ پڑھنے والے بچوں کو روزانہ کچھ دیر دوڑ لگانے کہیں۔ نوجوانوں کے علاوہ ۴۰ سال تک عمر والوں کیلئے پیراکی، فٹ بال، ہاکی، کرکٹ، بیڈمنٹن وغیرہ کھیل ورزش کا کام کرتے ہیں۔ ادھیڑ عمر اور ضعیفوں کیلئے روزانہ آدھا یا ایک گھنٹہ تیز تیز چہل قدمی مناسب ہے۔ ۵ تا ۱۲ سال کی لڑکیوں کیلئے رسی اچھالنا، آنکھ مچولی اور چھپنے کا کھیل بہتر ہے۔ بڑی عمر کی خواتین کیلئے حسب ضرورت اوپر درج شدہ ہلکی کسرت کافی ہے۔ حاملہ کیلئے دوڑنا یا بھاگنا یا سیڑھیاں چڑھنا

مضر ہے۔ صرف گھر میں ہی چہل قدمی اور گھر کی صفائی کرنے سے ہلکی ورزش ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ہر عمر کے مرد و خواتین کیلئے پنج وقتہ نمازوں کی ادائی بہترین ورزش ہے ۔

ورزش کے فائدے

ورزش سے بے شمار فائدے ہوتے ہیں جیسے جسم کی صحت قائم رہتی ہے۔ دوران خون تیز ہونے سے صاف خون دماغ میں پہنچتا ہے معدے کی اصلاح ہوتی ہے۔ بدن میں حرارت بڑھتی ہے اور اعضاء کو قوت پہنچتی ہے۔ ہمارا جسم بیماریوں کے جراثیم کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ اعصاب اور پٹھے مضبوط ہوتے ہیں۔ ورزش سے پسینہ نکل کر مسامات کھل جاتے ہیں۔ بھوک بڑھتی ہے اور ہاضمے کی قوت ٹھیک ہوتی ہے۔ پھیپھڑوں کو تقویت پہنچتی ہے۔ دل نارمل حالت میں رہتا ہے جس سے کئی امراض سے بچاؤ ہوتا ہے ۔

عملی کام

(۱) نیند کی مقررہ مقدار پر عمل کرتے رہیں۔ (۲) جسم، کپڑے اور دانتوں کی صفائی کا ہمیشہ خیال رکھیں (۳) روزآنہ ورزش کرتے رہیں ۔

تیار کردہ

سید محی الدین قادری ہادی سجادہ نشین حضرت سید عبدالرزاق قادری سبزی منڈی حیدر آباد۔ (اے۔پی)

بتاریخ: ۲ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۹۴ء

نمبر شمار	افراد کے نام	درس ۲ کتنا یاد ہے ؟	سابقہ دروس کتنے یاد ہیں ؟
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			

طباعت و اشاعت منجانب: سید عبدالمقسط قادری عرف مقداد پاشاہ
سبزی منڈی۔ حیدر آباد

دُروس کو پڑھنے اور عمل کرنے کا طریقہ

آپ لوگوں نے ملاحظہ کیا ہو گا کہ ہر درس چار صفحات پر مشتمل ہے۔ اور ہر درس میں ذیلی کئی عنوانات ہیں۔ ہر درس روزانہ مکمل پڑھنے کے بجائے درس کا ایک عنوان کم از کم دو بار ضرور پڑھیں۔ پھر دوسرے دِن دوسرا عنوان۔ اِسی طرح پورا درس ایک ہفتے میں ختم کریں۔ کوئی عنوان چھوٹا ہو تو اس کو تین بار دہرالیں۔ اور ہفتے کے آخری دِن مکمل درس پڑھ لیں تاکہ چھ دِن تک جو باتیں پڑھی اور سنی گئیں وہ پوری تازہ ہو کر ذہن میں بیٹھ جائیں ــــ اِسی طرح جو بات جس دِن سُننے میں آئے اُس پر عمل شروع کر دیں۔ ایک ایک بات پر عمل کرنا بہت آسان ہے بہ نسبت کئی باتوں پر ایک ساتھ عمل کرنے کے ــــ درس کا سب سے موزوں وقت نمازِ فجر کے بعد کا ہے یعنی فجر کی نماز ادا کر کے قرآنِ حکیم کی تلاوت کے بعد گھر کے پورے افراد ایک جگہ جمع ہو جائیں اور درس کا عنوان کوئی بھی پڑھ کر سُنائے اور باقی سب پوری توجہ سے سنتے رہیں۔ درس کا عنوان صرف دو منٹ میں ختم ہو جائے گا اور اسکو دُہرالیں تو مزید دو منٹ لگیں گے۔ ہر درس پورے انہماک سے سنیں۔ ان میں کوئی بھی درس ایسا نہیں ہے کہ پڑھ کر بھلا دیا جائے بلکہ بار بار پڑھ کر یاد رکھیں اور عمل کی طرف قدم اُٹھاتے جائیں۔ اللہ ہر مسلمان مرد و عورت کو توفیق عمل عطا کرے (آمین) ؛

ہر درس کے آخر میں کالم بنائے گئے ہیں ـ پہلے کالم میں گھر کے تمام بالغ افراد (بشمول مرد و عورت) کے نام لکھ لیں اور باقی دو کالموں میں جو باتیں لکھی گئی ہیں اُن کی تنقیح کرتے رہیں ـ اگر درس کی باتیں یاد نہ ہوں تو دوبارہ یاد کرنے کی اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

مصنّف کی دوسری کتابیں

۱۔ نماز کا صحیح طریقہ ..... (بالتصویر) ⁘

۲۔ گیارہ سورتیں ..... (برائے انٹرمیڈیٹ) ⁘

۳۔ شرح مطالعۃ السعودیہ ..... نظم (برائے انٹرمیڈیٹ) ⁘

۴۔ بارہ سورتیں ..... (برائے بی اے، بی کام، بی ایس سی) ⁘

۵۔ شرح مختارات الادب ..... نظم (برائے بی اے، بی کام، بی ایس سی) ⁘

۶۔ مواعظِ ہادی ..... (حصۂ اوّل) ⁘

۷۔ صوتِ ہادی (مجموعۂ کلام) ⁘

۸۔ مختصر احوالِ علماء و اولیائے حیدرآباد ..... (بالتصویر) ⁘

۹۔ مختصر تاریخ ادبِ عربی ..... (برائے بی اے، بی کام، بی ایس سی) ⁘

۱۰۔ تذکرۂ اجدادِ ہادی ..... (بالتصویر) ⁘

۱۱۔ صوفی صفاتِ صحابہ ..... (حصۂ اوّل) ⁘

